

سنتیج شریعتی صلی علیہ وسلم کی ولادت کا لوا

الحمد لله رب العالمین  
والصلاة والسلام علی  
محمد وعلیٰ آلہ الطیبین  
الطہارین

# بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله رب العالمین والصلاة والسلام علی محمد وعلیٰ آلہ الطیبین الطہارین

Digitized by Khilafat Library

چہ گویم بات کر آئی چہاں دنیا و ایمانی  
دوا دینی شفا بینی عرض الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی زبیدی

پیشگی قیمت

عام سے  
نظام و معادین سے  
ہندوستان سے باہر سے  
فریب واپس سے  
بے سلسلہ سفر سے  
مستقیم و گزرتے سے

## سب در الامان قادیان موعظہ افروزی

بسم الله الرحمن الرحيم  
وَأَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ

اسے قدر و خالق ارض و سما  
اسے رحیم و مہربان و رہنما  
اسے کہ میداری تو بردہا نظر  
اسے کہ از تو نیست چیزے مستتر  
گر تو سے جی مراد فتن و شتر  
گر تو دہاستی کہ ہستم بر کمر  
بارہ پارہ کن من بہ کار را  
شاد کن این زمرة احباب را  
بر دل شاں و پیر رحمت کا بیل  
ہر مراد شاں بفضل خود برآر  
آتش افشاں پروردگار من  
و شمع باطن و تہ کن کار من  
ہر جہاں از بندگانت یافتی  
قبلہ من آسمانت یافتی  
و در دل من آن محبت دیدہ  
کز جہاں آن را نہ را پوشیدہ  
یا من از روئے محبت کار کن  
اندکے افشاں آن سرور کن  
اسے کہ آتی حوئے ہر جو بندہ  
واقعی از سوز ہر سوزندہ

زان تعلق ماکر با تو در شمع  
ز ان محبت ماکر در دل کا شمع  
خود بروں آرزوئے ایراد من  
اسے تو کہت و عباد و مادہ نون  
آتش کا قدر و دم افروختی  
دازدیم آن غیر خود را دوستی  
ہم از ان آتش رخ من بفرخ  
وین شب "ارم" مہل کن بروز  
پیشم بکشا این جہان کو را  
اسے شہد یہ البش بنا اور را  
ز آسماں نور نشان خود را  
یک جگہ از بوستان خود را  
این جہاں جہنم از فتن و ضار  
فاطماں را نیست و نیست یاد  
از فطانت ماضی و بیگاہ اند  
بچہ طعناں ماضی افشاں اند  
سر و شد و لہا ز ہر روئے دوست  
روئے دہا تا فتنہ از کونے دوست  
بیل در جوش است و شب تاریکے  
از کرم کا آفتابے را برآر

کلمات طیبات ملفوظات احمدیہ  
علیہ السلام والقیۃ

۱۹ جنوری ۱۹۰۲ء

حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت  
آن بفضل خدا نیست قدرست رہی اور  
آپ نے بعد نماز مغرب شفا کی نماز کے بعد  
فرمائی۔

طاہر کا ذکر ہو گا ماکر ہر دوری کا پیشہ  
آگیا ہے اس کا زور ہو گا۔ چنانچہ مختلف  
مقامات سے اسکی خبریں آتی شروع ہو گئیں  
دریا کا ہر دوری بات  
خدا شہد ہی دیکھے  
ایمان کی ضرورت  
پر ایمان پر ہی کی گئی کہ

دنیا میں فتن و فہر ہو رہا ہے لوگوں کی توجہ  
دنیا کی طرف اور گناہ کی طرف بہت ہے  
دن کے عبادت جی فکر ہے کہ کسی طرح دنیا میں  
دولت و جاہلیت۔ عزت کے جس قدر  
کوشش ہے خواہ کسی سے ایسی ہی ہو مگر وہ  
دنیا کے لیے ہے خدا کے لیے ہرگز نہیں۔  
دین کا اصل لب اور غلا صدیہ ہے کہ خطا پر  
سہا ایمان ہو مگر اب مولوی و عظم کرتے ہیں  
و ان کے دعوے کی جی علت غائی یہ ہوتی کہ

کو دے چار ہے لہا میں جیسو ایک چہاں ایک  
دوسرے ایک جیلے چہری کے لیے کرتا ہے دیکھے  
ایک ہوگ کرتے ہیں ایسی حالت میں جہاں  
کہ مذہب انہی نازل ہو وہ کیا ہو سکتا ہے۔  
ایک اعتراف ہے کہ ہونا نہ لایا۔  
کرتے ہیں اور اپنے آپ کو مظهر ہرگز وہ قرار  
دیتے ہیں۔ اب لوگوں سے کوئی بچے کہ  
شالے ہو ہر جہاں فرمانے کیا ہم انکی نافرمانی کریں  
اگر ان باتوں کا اظہار کریں تو نصیحت ہیں  
داخل ہو۔  
قرآن شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
کی نسبت کیا گیا افشاں اللہ تعالیٰ نے آپ کی  
شان میں فرماتے ہیں ان لوگوں کے خیال کے  
مطابق زور بھی خود ستائی ہوگی۔  
خود ستائی کرنے والا حق سے دور ہوتا ہے  
مگر جب خدا تعالیٰ فرماتے تو جیہ کیا کیا جلتے  
یہ اعتراض ان نادانوں کا صرف گھبر ہی ہیں  
ہے بلکہ آدم سے لے کر جس قدر نبی رسول آگیا  
اور اسور گدے ہیں سب پر ہے۔ ذیل  
کرتے سے انسان گھبر سکتا ہے کہ جسے حلال  
امور کرتا ہے ضرور ہے کہ اسکی لیے اجنبیا اور  
اصطفا ہو اور کہہ نہ کہہ اس میں ضرورت  
چاہیے کہ خدا تعالیٰ کل مخلوق میں سے اسے برگزیدہ  
کرتے خدا کی نظر خطا جلتے والی نہیں ہوتی  
ہیں جب وہ کسیکو منتخب کرتا ہے وہ مولی  
آدمی نہیں ہوتا قرآن شریف میں بھی اسکی کثرت  
اشارہ ہے واللہ یعلم حبیب خلیل  
رسالتہ اس سوال کا آخر حاصل یہ ہے کہ



جو کام کو وقت توڑا ایک سید و پادشاہ کی طرف سے



صفحہ ۲۵۹

ہم جزیہ لینے کے حکم میں ثابت ہے کہ اسلام کا دیرینہ مذہب منہاج کا حکم نہیں ہے۔ فرما کر کہ ایک کافر کے پاس ۱۰۰ روپے دے دیے نقد ہو جو دے اور اسکو اور قسم کی آمدنی یا تجارت وغیرہ سے بھی ہیں اور ایک مسلمان کے پاس بھی جائیں ہزار نقد ہو جو دے اور اس کے پاس تجارت وغیرہ سے کوئی آمدنی نہیں ہے۔ تو سال بھر میں ہر آدمی کو تو صرف تین روپے کی آیت اور اس کے ساتھ اگر کتب سے جسکی پرورش اسکے ہوسے تو ہر ایک کی طرف سے اسی قدر یا ہونگا جس کی مقدار ایک عام طریقہ ۱۰۰ روپے سے زیادہ نہیں ہو سکتی مگر کتب کو بلا قدر اپنے مندرجہ ذیل کے خزانہ سے ایک ہزار نقد کا لکھ رہنا ہوگا اور اس پر بھی ۲۰ برس کم اور پچاس سے زیادہ عمر والے مرد۔ عورتی مطلق رج۔ عقل العقل۔ ثانیاً۔ بھڑن اور مفسس یعنی جس کے پاس دو سو روپے سے کم ہو عمر کا جزیہ سے برکت ہیں۔ قرآن و کتب ثابت ہے کہ دین میں دیرینہ نہیں ہو کہ جزیہ کا طریقہ صاف بتا رہے کہ جو شخص اپنے دینی و دنیاوی امور سے مسلمان ہو تو وہ دنیاوی مال کا لکھ لایا جائے جس سے کما کر دین سے جزیہ مشیر مذہب چھلانے کے لیے چاہی کیا اور اجتناب بھی ہو سے لیکن جب جزیہ یا اسلام پیش کیا تو اب بتاؤ کہ کیا قبول کریں گے ۹ ہزار جزیہ قبول کریں گے پھر آپ کی ساری کوشش بیکار گئی یا نہ کہ کتب کو بوند مشیر چھلانے کا حکم نہیں کہ وہ عقل و طبیعت اور حقائق و وقایع اسلام سے جسکا سرور ہو کہ ہماری ہر بات گورنمنٹ بھلا مذہب سے وہ عہد ملا ہے کہ کسی کو کہیں نہیں ہونگا اور اس وقت سے حضرت اقدس بیت کہہ فارہ اٹھا ہے ہیں اور شاہین کے اور دنیا بھر کے گی کہ اسلام حقائق و وقایع کے ذریعہ سے کیونکر چھلنا ہے۔

**اب** میں بیان کر رہا ہوں کہ کن کن لوگوں سے لڑائی کرنے کا حکم ہے جس سے صاف ثابت ہوگا کہ حضرت اقدس کو جہاد کی طرف نہیں بلکہ ہاں سدا جہاد جیسا کہ بیان کر چکا ہوں گورنمنٹ بھلائی کے عہد میں وہ امن ہے کہ جس سے براہ کرم عقل کو بھینچ کر سکتی۔ تو جزیہ کیا دیا ۹ روپے سے اور کیوں ۹ ماں جہاد صرف ان کا قلم کر کے ہے کہ کد نہ

**(۱)** ان لوگوں سے لڑنے کا حکم ہے جو مسلمانوں سے لڑیں۔ یہ وہ لوگ جو قرآن میں فرماتے ہیں قاتلوہم لا یغفر اللہ للذین یقاتلوہم تکفروا لا یغفر اللہ لا یحب المعتدین۔ یعنی وہ اسکی راہ میں ان لوگوں سے جزیہ لڑتے ہیں اور دنیاوی امت کرو (میرا لستے)

بیشک اللہ دوست نہیں رکھتا دنیاوی کرے راہوں کو۔ اور دوسری جگہ فرماتا ہے فان انتہوا فلا عدوان الا علی الظالمین۔ یعنی اگر وہ لڑنا موقوف کر دیں تو دوسری راہ بھی نہیں کرنا چاہیے کیونکہ دوستی صرف ظالموں پر کرنی ہے اور ایک اور جگہ فرماتا ہے فمن اعتمر علیکم فاعمدوا علیہ بمثل ما اعتمر علیکم۔ یعنی اللہ واعلموا ان اللہ مع المتقین۔ یعنی جو کوئی تیرہ زیادتی کرے اس پر ہم زیادتی کرو جتنی کرنا اسے تیرہ زیادتی کی ہے اور خدا سے ڈرو اور جانو کہ اس پر ہمیز کاروں کے ساتھ ہے یعنی اس کے ساتھ ہے جو زیادتی سے پرہیز کرتے ہیں۔

زمانہ قدیم میں دستور تھا کہ جو کب کے ہر جہاد و قتال میں لڑتے تھے انکی نسبت لڑا و اقتلوہم حیث تقع قوتہم و آخر جہاد من حیث آخر جہاد و الفتنة امتد من القتل یعنی لڑنے کی حالت میں انکو جہاد یا قوت دہم کے اند یا پھر قتل کر دو اور انکو لڑا جہاد سے انھوں نے ہم کو نکالا کیونکہ خدا کرنا قتل سے بھی زیادہ سخت ہے۔ مگر اس حکم میں بھی امتداد دہم فرمایا فلا یقاتلوہم عند المسیح الا حتی یقاتلوہم فیہ فان قاتلوہم فاقتلوہم کذلک جزاء الکفرین یعنی سب جہاد کے اس کو سب کا جزا ہے کہ وہ ہم کو مارے گا وہاں تک کہ اسکی ہڈیاں رو بہ زمین نہ آجائیں۔

پھر اس کے بعد فرمایا فان انتہوا فان اللہ عفو ورحیم یعنی اگر وہ باز نہ آجائیں تو انکو موقوف کریں تو بیشک اللہ رحیم و العاف ہے اور یہاں۔ یعنی تم ہم کو موقوف کرو اور لڑنا موقوف کرو۔

پھر مٹا لہو اب زبردستی ہی دین منہاج کا کوئی راہی ہر راہی پر لڑائی بھڑائی ان کے ہاتھ پر ابڑھنا کیسا!

سورہ نمل میں فرمایا ان عاقبتہم فاقبوا بمثل ما عوقبتہم ولئن صبرتم فہو خیر للصابرین۔ یعنی اگر تم کافروں کے ایسا ہو چکا ہے کہ انکیا چاہو تو اسی قدر ان کا بدلاؤ کر جیسے انکو ایسا ہو چکا ہے انکی ہے اور اگر تم صبر کرو تو بیشک وہ بہتر ہے صبر کرنے والوں کے لیے اور سورہ نمل میں اس سے بھی زیادہ تصریح فرمائی ہے اذن للذین یقاتلون باجمعہم ظلموا و ان اللہ علی ناصحہم لقدیر الذین اخرجوا من دیارہم بغیر حق ان یقولوا و ما اللہ یعنی ان لوگوں کو لڑنے کے لڑنے کا اذن دیا گیا ہے جسے کفار کہتے ہیں اس لیے کہ کفار کہہ کے ہاتھ سے مسلمان مظلوم ہوئے ہیں۔ انھوں نے مسلمانوں کو بغیر کسی حق کے ان کے گھروں سے نکال دیا ہے

صرف اس لیے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہمارا دین اسلام ہے۔

اسے ہرے مخالفانہ برادریشہ کیونکہ کہ خدا صاف فرماتا ہے کہ لڑنے والوں سے لڑائی کر کے کہ حکم ہے۔ کیا لڑنے کو دین اسلام منہاج کے لیے حکم دیا گیا ہے حضرت! ذرا ادھر تو دیکھو کہ تم سے کون قوم لڑتی ہے اور کس قوم نے تم سے اپنے گھروں سے نکال دیا ہے جس سے تم کو مظلوم کر دینے کے لیے کہتے ہیں اور اگر یہاں مرتد ہو بھی تو ہمارا خدا بارہ لڑنے کے لیے گورنمنٹ برطانیہ کیا کہ ہے جو سب مظلوم کو جہاد کرنے کی ضرورت پڑے۔

سورہ مناف میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے ان یقاتلوکم او یقاتلواکم و لو شاء اللہ لسلط علیکم فلیقاتلوکم فان اعزولکم فلیقاتلوکم و اللہ العظیم الیکم السلام فاجعل اللہ لکم عظیم مستیلاً۔ یعنی اگر جو لوگ اس قوم سے جہاد نہیں کریں تو اس قوم میں معاہدہ ہے یا تم کو اس آجائیں اس حال میں کہ وہ تم سے ساتھ لڑے یا اپنی قوم کے ساتھ لڑنے سے ہی ہٹ جائیں و ان سے نہ امن نہ کرنا اور نہ جہاد ان کو تیرہ غالب کرنا تو دہم سے لڑائی کرتے۔ پس اگر وہ تم سے نہ لڑیں تو ان سے لڑیں اور جہاد کرنا۔

قرآن میں کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں نے ان کو لڑنے کا حکم دیا ہے۔

پھر اس کے بعد فرمایا سبحون امنین یہ وہ دن ان کا منکسر و یا منوا و ہمہم کلما یأمر الی الفتنة ان کسوا فیہا فان لہم عذاب لکبر و یلقوا الیکم السلسلہ و یکفوا الیکم لحد و دم و اقتلوہم حیث تقع قوتہم و اولکم جعلنا لکم علیہم سلطاناً و مبیناً یعنی غریب اور لوگ ہی ان کے جہاد ہے یہاں کہ تم سے بھی ان میں نہیں اور اپنی قوم سے بھی امن میں رہنا جب وہ نہ لڑے گے تو لڑتے ہیں تو اسیں جھٹ کر دینا ہے ساد لڑنے سے) نہ روکیں تو پڑو ان کو اور جہاد کہیں یا تو امن رہو و ان لوگوں کی بابت ہم نے صبر و جہاد دیکھا ہے۔

سورہ صافات میں نہایت صفا سے بعد نامہ کلیہ کے بیان فرمایا ہے کہ اگر وہ اسے کھڑے پشیمان چاہیے سو یہ فرمایا ہے یما کمالہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین و لہم جہاد کم من دیارکم ان دبروہم و نفسطوا الیہم ان اللہ یحب المقسطین۔ اسما ان یما کمالہ عن الذین قاتلوکم

فی الدین و اخرجواکم من دیارکم و ظاہر علی اخرجواکم ان تو لوہم و من یسلم فاولئک ہم الظالمون۔ یعنی جو لوگ تم سے دین پر لڑے ہیں ان میں سے ظالموں سے لڑنا ہے ان (کفار) سے لڑنے کے اور احسان کرنے سے نہیں روکتا۔ خدا کو سبک کرنے والے لوگ نہ آتے ہیں خدا تو کہیں انھیں لوگوں سے دینی کرنے کو منع کرے کہ جو تم سے دین پر لڑتے ہیں اور تم کو بخدا سے دین کے نکال دیا اور تم کو نکالنے پر ایک دوسرے کی معاوضت کی اور جو کوئی ان سے دوستی کرے سو یہ لوگ تم کا دشمن ہیں۔

ان تمام آیتوں سے صاف ظاہر ہے کہ لڑائی کا حکم کیا کہ زبردستی اسلام قبول کرانے کے نہیں ہے بلکہ جو لوگ مسلمان ہو کر قتل کرنا اور ان سے لڑنا چاہتے تھے ان سے جہاد کرنے کے لیے لڑنے کا حکم ہو ہے۔ اور لڑائی کے موقوف ہو جائے اور امن قائم ہو جائے کسی مذہب سے کسی قسم کا تفرق مقصود نہیں تو پھر جہاد اس وقت کے ایسا امن نہیں کہ کسی نصیب بھی ہو یا گورنمنٹ برطانیہ سے ہرگز امن کا انتظام نہ کر سکتے ہو جو سب مظلوم کو جہاد کرنے کے لیے تلخ ہو قوت ہوا

**(۲)** ان لوگوں سے لڑنے کا حکم ہے جنہوں نے وقایع کی ہر اور معاہدہ کو توڑ دیا ہو۔ سورہ بقرہ میں فرمایا ہے وان نکثوا ایمانہم من بعد عہدہم و طعنوا فی دینکم فقاتلوہم انما الکفر انام کا ایمان لہم لعلہم ینتہون۔ یعنی اگر عہد کرنے کے بعد اپنی قسم توڑ دیں تو جو کفر کے سر دہم میں ان سے لڑو کیونکہ ان کی قسم کھینچ نہیں۔

پھر ایک جگہ انفرما الا قاتلون فقاتلوہم لعلہم ینتہوا و ہو باخراہ الرسل و ہم بدو کما اول قہو یعنی کونوں زور دینا ہے کہ تم سے کونوں اپنی قسمیں اور کونوں میں کونوں کو نکال دیا اور انھوں نے پہلے چھوڑ دی۔

اور پھر سورہ انفال میں فرمایا الذین عاہدت منہم ثم ینقضون عہدہم فی کل مراء و ہم لا یتقون۔ فاما یتقنہم فی الحرب ہنث و یمنع من خلفہم تعلیم بد کروں۔ یعنی جن لوگوں سے تو نے عہد کیا ہے پھر انھوں نے ہر راہ اپنا عہد توڑا ہے اور یہ ہر راہی نہیں کرتے (یعنی عہد شکنی سے نہیں بچتے) پھر تو ان کو لڑائی میں ہٹے تو ان کو ایسا مار کر ان کے پیچھے جو لوگ میں متفرق ہوجائیں ہیں معاہدہ توڑنے کے بعد ان سے لڑنا ان ان دبروہم و نفسطوا الیہم ان اللہ یحب المقسطین۔ اسما ان یما کمالہ عن الذین قاتلوکم

جیسا کہ ان لوگوں کی امن قائم رکھنے کے لیے







فالتوا لکی سزا دینی کے لیے نہ یہ بڑے جارح کو  
تیس ہزار توغ دیکر بھیجا آخر لڑائی ہوئی۔  
اس لڑائی میں خاصہ ہر قل کی فلاحی فوج بھی  
شامل تھی اور اس کے بعد جنگ بنوک بھی  
ہر قل کی مدد اور اس کی فیر کی وجہ سے لڑائی ہوئی  
اور پھر اسی چکر لگتی۔

اور یہاں سے سارے ہونے کو اس کو  
حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم سے خاص مداخلت  
میں چنانچہ سب اسکو حضرت نے مدد کی اور  
نامہ دعوت اسلام بھیجا اور اس نے فصد میں ہر  
آنحضرت کی کفر فلاحی کے لیے دوپایا ہی ہو گیا۔  
پس اس کی مدد میں کیا کسر باقی رہ گئی۔  
پھر اسلامی سرحد اور اسکی سرحد ملنے کی تو یہ  
چوبید گلیاں درج ہو گئیں یہی وجہ سے حضرت  
صدیق اکبر پر ہزاروں ہزار ہزار ہزار ہزار  
انفدر کے خیال سے پہلے ہی پیش قدمی کرنے  
مصر بھی ہر قل کے ماتحت تھا اس لیے اس کو  
بھی جہاد کرنی ہوئی اور جب لڑائی شروع  
ہو گئی تو جہاں جہاد کا مناسب سمجھا گیا گیا گیا  
اور علاوہ اس کے جب اسلام دنیا میں فاطمہ  
تو اس وقت اس کے اور گرد اس کی جہاد میں  
تھیں کہ جو اسکو ہرگز نہیں چاہتی تھیں بہت  
سی ایسی تھیں ہر روز سچی بات تھی کہ میں  
سے یہ جہاد فاطمہ بالکل دور ہو جاوے اس  
وقت میں اسلام کا فتنہ تھا کہ اپنا بچاؤ میں  
درج چلے کرے۔ اور اپنی قوم کو بڑھا کر  
اپنے رہنے کی جگہ کرے اور جو کچھ اسلام کو  
اپنی صداقت اور استقامت کا اظہار سکھو  
تھا اسوئے اس نے ہر ایک جگہ کو دیکھ لیا  
وہاں سے فاطمہ نما لڑا اس وقت ہر سب سے بڑا  
جہاد خیر ارباب کا اس جہاد کی مدد ہے اس کے  
ادب میں حضرت اقدس کا ساتھ کیوں نہیں دیتے  
اور اگر تم نہیں دے گے تو کچھ حرج نہیں تھا  
اپنے مرسل کا ہر دو سقہ دے گا اور ہر سقہ  
دو رو سے اسلام کی اور اسکی صداقت کو  
ظاہر کرے گا ہر ہر کا ایک وقت مقرر ہے۔  
ماں سوا ہر دو سے سوا اور حرجی  
و انصاف سے آزادی مذہب کی مثالیں بیان  
کرتا ہوں

مجموع الزاہرہ واقعات شمسہ میں لکھا  
ہے کہ جب فاروق رضید باپس فرس قہر دم  
کی عمارت سے ہٹا ہٹا ہٹا ہٹا ہٹا ہٹا ہٹا  
کی طرف سے اس کے خیالات بہت کچھ بدل گئے  
اور غالباً اس کا اثر تھا کہ اس نے فاضل پرست  
صاحب سے جو فتنہ میں صیف کے افسر کی تھے  
پر چھا کر جیسے شیوں کے کہے اسلام میں کیوں  
محض فتنہ ہے حد تک وہ ان کو کیوں اجازت  
حاصل ہے کہ وہ علانیہ صلیب کھاتے ہیں تو  
میں کا جو فاضل صاحب نے جواب لکھا اس کے  
ملاحظہ ہوا۔

انشا کان الصلیب جزئی بن المسلمین  
واهل الذمیة فی اداء الجزیة وفتح

المسلمین علی ان لا ینذروہم بعدہم  
ولا کتا لہم حصہ اهل المدینہ و  
خارجہا وعلی ان یقاتلوا من تاوأم  
من عدوہم وعلی ان یخرجوا

الصلیبان فی اعیادہم فانفتح  
الشارکہا والمجیرة الا اقلہا علی  
هذا کذا لک ترکت بیع والکناشی  
یعنی مسلمان اور انہوں سے جز یہ کہ باہر  
صلح ہوتی تھی وہ شرط ہوتی تھی کہ کسی  
خانقا میں اور گرجے شہر کے اندر ہوں یا  
ہر ماہ نہ کیے جائیں۔ اور یہ کہ ان کا کوئی فتنہ  
انہیں نہ آوے تو انکی طرف سے مقابلہ کیا  
گا اور یہ کہ ہزاروں میں صلیب کھانوں کے  
مکان نہ ہوں۔ چنانچہ تمام شام اور جبرہ سو  
مقرر کے انہیں شرٹ لکھ کر دی ہوئی تھی  
یہی وجہ ہے کہ خانقا میں اور گرجے میں  
جو لوگ رہتے تھے اور یہاں رہیں گے۔

منا لہذا اسلام بزدل شہر صلیبان  
ای کو کہتے ہیں کہ ان کے جان والی کی حفاظت  
کی جائے اگر مذہب کی آزادی دیا جائے  
ان کے گرجے وغیرہ قائم رکھے جائیں۔ ہاں  
مالک میں بڑی دھوم دھام سے صلیب کے  
ناقوس اور گھنٹے کی آواز ہو اور ان کو  
کے بجائے اسے ہر کسی سے چاہے مسلمان یا  
غیر کی جائے۔

خلیفہ ماری کے وقت میں مصر کے کو گورنر  
منہم کر دیے گئے تھے۔ خلیفہ ماری کے وقت  
میں مصر کے حاکم ماری نے علما سے اس بار  
میں استفسار کیا تو علامہ ابی حنیفہ نے  
تمام علما سے مصر کے پیشوا اور بہت بڑے  
محقق تھے سب گورنر کو اس سزا سنوائے کہ ان کو  
دیا اور ہر کاری فزانہ سے تھیر کر لایا گیا چنانچہ  
علامہ مقرر ہوئے تاریخ مصر میں اس واقعہ کو  
ان واقعات میں لکھا ہے فضیلت کلمہ بشارت

اللیث بن سعد بن لہیعة وقال هو  
من عمادة البلاد واجمها بان  
الکناشی القی بمصر احد بن الای  
الاسلام فی زمن الصحابة وانا بصر  
کہو منا ہذا صحابہ اور تابعین کی وقت  
میں جو گرجے و بیو تھے اور آج آپ مسجد کو  
سے بزدل شہر اسلام بھیجا دیا جائے گا  
ہیں فاضل نے اس کو کجاست کا بجا  
بول اور علی رضی اللہ عنہ وسلم جو ان کے  
باری کے ساتھ ہیں کہ ہر گرجے میں کیا ہوگا  
و غیرہ اپنے منصب پر کمال رہیں گے اور  
مذہب سے کچھ فتنہ نہ کیا جائے گا۔ یہاں  
بول اور علی رضی اللہ عنہ وسلم کے احکام میں

کے حضرات اگر مذہب میں لبرستی ہوئی  
تو آپس میں لڑو اپنے منصب پر بحال رکھو  
کیوں کہ مذہب کو مضبوط رکھتے۔ کیا قتل  
مقتول جز یہ کا لیکر مذہب کو زبردستی نہ  
قبول کروانا اس بات کی صاف دلیل ہے کہ  
دستی تھی ہی نہیں ہے سوچو! اور خود کو  
ماں طوب عند کرو

طبری میں لکھا ہوا ہے کہ ایک دفعہ حضرت  
ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہد میں ایک عورت نے  
مسلمانوں کی ہجو کی اشعار گائے تو ایک فتنہ  
نے اس جرم پر اس کے ماتھے کاٹ ڈالا تو  
حضرت ابو بکر نے اس فتنہ کو خود کچھا اگر وہ  
مسلمان تھی تو رسولی سزا دینی چاہیے تھی  
اور اگر کسی تھی تو جب چنے اس کے شرک و کفر  
سے درگت کی تو جو شرک و کفر سے ہر  
حال کہے۔

حضرت عائشہ نے حضرت ابو بکر کے زمانہ  
میں جب حیرت پر فتح حاصل کی تو یہاں  
کہا

لا ینذروہم لہیعة ولا نکتہ ولا  
یمنعون من ضرب النواقیس ولا من

اخرج الصلیبان فی یوم عیدہم۔  
یعنی ان کے گرجے پر باد کیے جائیں گے  
ان کو ناقوس بجانے سے منع کیا جائے گا نہ  
عید کے دن صلیب کھانے سے روکا جائے گا  
و کتاب الخراج صفحہ ۵۰۶

اور ایسے ہی اور صلیب کے جاننے کے تھے  
فاضل جو سب صاحب نے کتاب الخراج  
میں ان تمام احکام کو نقل کر کے لکھا ہے  
کہ خاندان کے ان تمام دونوں حضرت ابو بکر  
حضرت عمر اور حضرت عثمان اور حضرت علی  
کسی نے اعتراض نہیں کیا تو گویا اس پر کمال  
علیم اسلام کا اجماع ہو گیا۔ اور اس کے  
امیر اسے معلوم ہے کہ ہر دستی اسلام  
بھیلائے کے حکم کے ہر نامک تھے۔

سزا چاہیے تھا لہذا جو کچھ میں لکھا  
وہ بعض انصاف اور راسخی سے لکھا ہے  
اور جو کچھ قوی اہد ہے کہ جو تم میں سے کچھ  
کرنے والا ہو گا اس پر یہ بات اظہر من الشمس  
ہو جائے گی کہ اس موجودہ حالت میں کسی میں  
سے کسی کے ساتھ جہاد جائز نہیں ہے۔  
اور خدا ایسے ہی دن بھیجتے گئے اور گورنر  
برطانیہ نے بعض ایک وقت مسلمانوں کے لیے  
اس وقت تک طرے سے کسی فتنہ پرانی اور  
چکو دن صلیب سے خدا کا حکم چھوڑ کر نہ جانیے  
جس کا گورنر برطانیہ ہمارے لیے ہوئے  
ماں کے ہے اور جو کچھ چھوڑ دیتا ہوا  
جو کچھ غرض ہو اس سے مرع کرنا چاہیے  
اور اگر کوئی فتنہ پرانی قبول نہ ہو تو یہ  
نہ ہونا چاہیے کہ کد

اور ملکیت فوجی حضرات و  
اور ان میں تو کچھ کی ہر فوج کو پورا نہیں کرتی

مگر کچھ ایک یا سانب لینا چاہے وہ ان میں  
لیجے دیتی تو جو فوج نہ تھی تو کچھ  
ہر ان ماں کے ہے وہ ہمارے ضروری تو کچھ  
سمجھتی ہے لہذا جس کو کچھ سمجھتی ہے  
کچھ کی اور کچھ سمجھنا چاہیے ہم ناظرین  
ہیں وپا تازہ کیوں چھوڑیں وہ ناظرین  
کرسے ہی کی اور ضرورت کے لیے کیا اسکرینی  
جہول بھیانی فیت کا کچھ خیال نہیں ہے فتنہ  
میں اور ہنگام اور کیوں نہیں ہوگا  
فیت و بیع است سلطان و فتنہ  
خدا سے دعا کہ جو اس سلطنت کو حد سے بھاری  
سروں پر قائم رکھے اور فتنہ نہ پھیلے اس کا بھی  
سلطنت کو بلاوے اور جیسا اس دنیا پر  
ہمارے اگلی ن کے بھائی خوش ہیں آخرت  
میں بھی خوش ہوں۔

ماں اور جو فتنہ کہتے ہو کہ کچھ موعود کے  
بارے میں تو حضرتوں میں آیا ہے کہ وہ اس کا  
اور تلوار چلائے گا۔ تو سزا یہ تھا کہ اس کا  
ہے۔ ماں غور سے سنو! صحیح حدیث میں  
صحیح موعود کے بارے میں صاف آیا ہے کہ

یضع الحرب

یعنی مسیح موعود جنگ و جدال کو موقوف کرے  
تو دیکھو یہاں سے صاف ثابت ہے کہ اگر جنگ  
و جدال و آلات حرب کی ضرورت نہیں ہوگی  
ہیں جن حدیثوں میں مسیح موعود کے روئے  
دیکھے ان کے معنی ہوا ہے اس کے اور کیا ہوگا  
ہی کہ وہ دلائی و براہین کی توار سے اڑے  
انسانی کے مذہب سے وہ حقائق و حقائق  
کو کالعدم نہ کر سکیں گے گویا موعود نہیں گے۔  
اور یہ بات اسلئے سے بھی ثابت ہوئی ہے  
کہ کد اس میں لکھا ہوا ہے کہ آسمان و الارض منہ  
کی دو دھاری توار سے اڑے گا اور اس بات  
فابستلوا اهل الذکر ان کنتم لاتعلمون  
کے لیے اگر اسکا فیصلہ ہو جاتا ہے اور یہ بات  
تم حج موعود میں ملاحظہ کر رہے ہو۔

دوسرے بروایت دیگر آیا ہے کہ یضع  
الجزیة یعنی جزیرہ کو موقوف کر دے جس کا  
آپ لوگ یہ منی لگاتے ہیں کہ کچھ حکم کو منسوخ  
کر دیں اور سوائے اسلام کے کا فتنہ کچھ بڑی کر دیں  
لیکن یہ بھی غلط ہے۔ اور اگر اکل ان کی بات  
آپ کا ہے حتیٰ بذکر الخیرہ تو ہر وہ بدلتے و بدلتے  
یاد رکھو کہ قرآن شریف کا لفظ اللہ ایک لفظ ہی  
نہیں بدل ہو سکتا ہے میں کے بارے میں طرہ  
نے فرمایا ہے ما تبدل القول لادی  
اور الیوم اکملت لکم دینکم  
جب قرآن شریف کا ایک حکم بھی بدلا تو وہ  
خاتم النبیین کہ نہ ہوئی اور مذہب و مقام  
اکتب نہ ہوئی تو اس کا لفظ والا بھی خاتم  
النبیین نہ ہوا (صعا والدہ)

(باقی آئیہ)







مَدَنِي عَوْدَةُ الصَّلَاةِ وَالْإِسْلَامِ

ایک عرصہ گذرنے کے بعد

مَدَنِي عَوْدَةُ الصَّلَاةِ وَالْإِسْلَامِ

مَدَنِي عَوْدَةُ الصَّلَاةِ وَالْإِسْلَامِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله رب العالمين

وَصَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ

وَصَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ

وَصَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ

وَصَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ

وَصَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ

وَصَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ

وَصَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ

وَصَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ

وَصَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ



ان کی اصطلاحیں عجیب ان کے طرز باور و  
 عین کلام میں نام و نشان نہیں۔  
 مجھو یہ ہے کہ میں جب مشائخ اہل حق  
 اقدس امام جامع علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور  
 میں حاضر ہوا تو میں نے ان میں سے ایک سے عرض کیا  
 کہ مسائل میں بڑی مشق تھی کہ کیا یہ مسئلہ  
 اور یہی مذکورہ تھا اور اس وقت وہ بھی فقہ تھے  
 اور یہی مسئلہ تھے حضرت اقدس سے یہی سوال کیا  
 تو حضرت اقدس نے فرمایا کہ اس مسئلہ سے اسکو  
 کوئی فائدہ نہیں کیونکہ یہ لوگ نہ کہتے ہیں کہ  
 سب چیزیں خدا کی عین ہیں اور خدا تعالیٰ کو  
 غیر ہوتا ہے جس میں عین خدا کی عین میں  
 مخلوق کھائی اگر سب چیزیں خدا کی عین میں ہیں  
 تو خدا تعالیٰ نے تو فرمایا کہ الحمد للہ وہ سب  
 اہل علم بلکہ اسکی جگہ پر فرمایا کہ الحمد للہ  
 عین اہل علم ہیں۔ جس حضرت اقدس کا نام  
 فرمایا تھا کہ میری فکر تھی اور میرے تمام  
 عقیدے اور مسائل کے لیے یہ بانی میرا اور جو  
 کہہ عقیدت اس مسئلہ کی تھی وہ سب کشف  
 و بوحیہ الہی اور میں نے سب سمجھ گیا اور اسکی  
 اصل حقیقت تک پہنچ گیا اور اسکا حق یہ ہو گیا  
 ظاہر ہو گیا۔  
 اس گروہ میں سے ایک شخص قرآن میں  
 کے چند کتب عجیب و غریب شرائع دین ہوتے  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ  
 اور سنی میں ہر حق چنگوٹی تھا کہ کیا سنا  
 ہوا جو زمانہ تھا کہ خیر انور کے بعد نبوت  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آیا اور اس کے بعد  
 کے زمانہ کے سوا اور کیا زمانہ فیہم الخیر  
 اور بعد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ سو اب تو کہے  
 ان فرقوں کے ہم بھی آپس میں لڑتے ہیں  
 کہتا ہوں کوئی ایک اور کے قریب قریب ہے  
 ہاں  
 چار طوائف اور جو وہ خانوار سے مشہور  
 تھے انکی شاخیں اور شعبہ جہاں وہ مستقل  
 خاندان بن گئے ہیں وہ انکے اراکین کے قریب  
 یا شاخیں سے بھی زیادہ۔  
 چار طوائف میں تو بعض خانواروں سے  
 ہیں کہ میں نے ان کے علاوہ اور تو خانواروں  
 نفرت کی وجہ سے کہتے ہیں کہ مسک بایں ہر  
 طاقت سے اجڑے۔ ان کے اور دو طاقت  
 و اشغال و مراعات ایک دوسرے سے نہیں  
 اور کہیں اور کے اور اسباب کو رکھتے ہیں۔ ان  
 عقائد اور اعمال کا کیا حال بیان کروں خدا  
 کلام و کتاب جمیع سے کہوں وہ سب قرآن  
 شریف اللہ تعالیٰ نے جو نازل کیا ہے اس کے  
 کی حکمت خانی ان کے اس میں یہ ہے کہ جو  
 روئے ہو کہ اگر اسکا ثواب میں نہ آیا جائے  
 اور سویر جہوں چالیسوں اور تینا اور ہر  
 جہاں ہو کہ اگر نہیں نہیں کہہ آیت چیدہ  
 چیدہ ہر کار اور اس کو خوش کر دیا جائے  
 سے مردوں کے گناہ بخشے جائیں ذرا اور

دنیا میں خلائق خدا اور ساری مخلوق  
 سب تو یہ ہے کہ میں نے اسلام و رسوم  
 و عادات میں جہاں ہوں شریک و شریک  
 کوئی کسی نہ کی ہو۔  
 قرآن شریف کی ان لوگوں میں سے  
 کلام الہی کی یہ عزت ان کے دلوں میں ہے  
 اور جس و ہستی قرآن شریف نازل اس وقت  
 کو باطل و غفلت نے غلبہ دیا۔  
 اور یہاں آرزو کہ خاک شدہ  
 اور یاد اس کے جو عزت ہو گئے اور اصل  
 حق ہو گئے ہیں ان کے دلوں کو خدا کی  
 شریک نہیں کرتے ہیں بجز ان کے خدا کی عزت  
 میں نہیں سکتی ان کی ضرورت جہاں سے  
 ملے جائیں تو حل مشکلات و آسانی بہانہ  
 ہو۔ گو یا بزرگوں کو بھی رشوت کی ضرورت  
 ہے جس قدر غارت سے وہ مل کر اور جس قدر  
 غارت سے وہ جھوٹ کر اہل عین اور قریب  
 اہل حق و حقیقت میں ہو گئے ان غارت سے  
 انکا پیٹ بھر جائے گی ان ہی دنیا کی چیز  
 میں انکا دل لگا رہا اور انکی ریویزی  
 پر سال بکتی رہی۔ دنیا میں جس باطن کو  
 انھوں نے پسند نہیں کیا اس کے مسائل کے  
 بعد وہی گروہ تا پسندیدہ کہتے ہیں ان کی  
 قروں پر ڈالے گئے۔  
 اور میرے یہی اتفاق ہے کہ فقہ الہی  
 اور فروع اور فروع اور فروع اسلام تک  
 اسی دنیا میں رہتے ہیں اور دنیا ظلم و جور  
 اور نظام انہیں کے ہاتھ میں ہے۔ جو جہاں  
 میں خلائق اور ہر کوئی گھسے ہیں اور  
 کہ سب جہاں ہر قسم نظام دنیا کا کرتے ہیں۔  
 مجھو ایک بزرگ کا جواب وہ وقت ہو کہ  
 وہ فقہ الہی کو جب کوئی حاجتی اور حاجت  
 حاجت دعائی اور مشکل کشائی کے لیے  
 پاس جاتا تو وہ کہتے کہ میں میں نظام الہی  
 اور یا ملاں بزرگ سے تمنا حال کروں گا  
 جیسا وہاں سے حکم ہوگا وہ میں نہیں مانگا  
 اور ان کا قرآن اور لکھنے کے لیے یہاں  
 ظاہر کرو۔  
 فرض یہ بزرگ جہاں کر گزیر کوئی پڑھا  
 نہیں ہوتا۔ چہرہ عیانیوں کے کفارہ کی  
 اسنے اپنے بندوں کا کفارہ بنائے ہیں  
 عیانی یا ایک ہی کفارہ پر ہر دیکھے ہوئے  
 میں صدمہ اور ہزار کفاروں کو کہتے ہیں یا  
 ہر دیکھے ہوئے یہ بزرگ ہمارے دیکھے ہوئے  
 کہہ کہتے اب میں مبادت کی ضرورت ہے  
 اور کسی اور بھی کفارہ خانہ سے نہ کہے  
 اور جو ان میں کہہ کرتے ہیں تو صرف مکی  
 حرام و حرام ہی ہے۔  
 ایک صاحب سجادہ کا ذکر ہے کہ میں نے  
 نے اپنے من کو کہہ شراب پیتے ہیں من و  
 دوری و جام میں فرق اور اب نشہ کے  
 ملیں اور نفس و سرور میں مشغول رہتے ہیں

کسی نے ان کے مردوں اور عورتوں میں  
 سے جہاں بھی اسی طرح کا آدمی تھا  
 دیکھو اب لوگوں کو ان کے قرب و حضرات اور  
 قبولیت کی خبر نہیں ہے جس سے ایک شخص  
 اس قسم کا اختیار کیا تھا جو ہے ایک روز  
 کرامت حضرت کی کو دیکھو ایک عظیم الشان بزرگ  
 کے سجادہ اور ان کے اعمال اور ان کے  
 میں نے ایک روز خواب میں دیکھا کہ وہ بزرگ  
 جن کے یہ سجادہ اور بزرگی پر ابھی وہ دریا  
 میں گھسے اور پاک چرک آلودہ کپڑے  
 دھو رہے ہیں سنے عرس کی کو حضور یہ کیا کرتے  
 ہیں فرمایا میرا پوتا میرا سجادہ کجا اب وہ بزرگ  
 انکی کاپیاں اور گھنٹاں اور فیاض نہیں دھو  
 ہوں میں کیا کر دیا جو وہ کرتا ہے سب مجھو کرنا  
 پڑتا ہے کہ وہ اپنے بزرگوں کی تابع ہیں  
 رکھتی پڑتی ہے ہم ہی ہر دیکھیں تو پھر کون  
 وہ کرتا ہے میں دھوتا ہوں میں اس طرح  
 سے جہاں اور اب کی خدمت میں حاضر ہوا اور  
 سب اعتراضات کو ایک قلم دل سے اٹھا کر  
 مرعہ ہو گیا اور پھر کہ چہرہ بزرگوں کی ہماری  
 اور خاص نظر ہے وہ جو کہیں سوختوں ہے  
 اب میں نے عہد کر دیا ہے کہ بزرگوں کی اولاد میں  
 کہیں کوئی جہنمی نہ کروں گا۔  
 اب صوفیوں اور مشائخ کا یہی حال تھا  
 جہاں سے کہتے آواز وادائی کراہتیں بیان  
 کرتے اور بزرگوں کے مزارات پر جاتا اور  
 ان سے حاجات طلب کرتا اور کہتا تھا کہ  
 نیاز طاقت قبول کرنا اور خیر اسے آپ  
 کرنا کہ کو یا معلوم ہوتا ہے کہ وہ صاحب الہی  
 ابھی عرس سے ہر سے ہو گئے ہیں۔ انکو  
 یہ خبر بھی نہیں کہ بزرگوں کی کرامتیں بیان  
 کرتا جب تک کہ خود کہہ دہر فنون ہے تاکہ  
 تو وہ پاک اور زخہ اور ہمیشہ تازہ تازہ  
 و معطر رہے کہ اپنے پیروں کو دیکھ  
 حیات اور عیش کی زندگی جیسا ہے انکے  
 یا بند خفی زندگی پائے میں وہ شہوں اور  
 رحمت شہ و گزروں تک اپنے انوار اور  
 برکات کا دروازہ بند نہیں رکھتا وہ خود  
 منور اور دوسروں کو منور کرتا ہے نہ وہ  
 تارک ہے اور دوسروں کو تاریکی پہنچاتا  
 ہے۔ اسلام تو یہ کھانا اور تلبیہ دیتا ہے  
 کہ جو تقویٰ اور میں طہارت اور کمال حسد  
 بجا لاکر دوسرے بزرگ خدا کے چارے بنے  
 تم بھی وہی تقویٰ اور طہارت اور کمال  
 انحال بجا لاکر یہی بکراؤں سے بھی بڑے  
 چڑھ کر ہو جاؤ۔ اگر دوسروں کی پراہ  
 یا سبک دہیں ہی بیان کر لے تو پھر کھانا  
 بھائی دوسرے خدشہ والے ان باتوں  
 کا کہہ کہ میں وہ تم سے بھی زیادہ صبر  
 کر اس میں ہے ہر کوئی سنا دیتے ہیں تم میں  
 اور ان میں فرق کیا رہا کہ کچھ بھی نہیں۔  
 عیانیوں ہی کو دیکھو کہ وہ بیس کی یا کیا  
 کر اس میں اور خدائی و معجزات بیان کرتے ہیں

جہاں وہ کہتے ہیں کہ میں نے وہ کمال  
 ان میں نہ سہا سکیں۔ اور مرد و عورت  
 و ذرہ کیے کہ جو شام میں آسکیں اقتدائی  
 معجزات دکھائے۔ کوڑھیوں گھنٹوں اور  
 تار و پودوں اور لنگڑوں کو تندرست  
 اور چنگا تھا کیا۔ عیانیوں کو تو اسکی  
 سید عبد القادر جیلانی نے ایک کشتی ڈال دی  
 تھی جس میں بندہ نفس تھے اور بیسویں  
 مردے ان کی آن میں رہے کہ شام سے  
 باہر ہوں وغیرہ وغیرہ پھر اس میں تھا  
 کی حقیقت اور سچائی یہی ہندوؤں کی تھا  
 سلفہ اور ہی عجیب ہوتا تھا کہ یہی  
 نیکی ہے اور خصوصیت کہ تم خود کو دکھاؤ  
 اور وہ دکھاؤ کہ عیانی اور ہندو و عیسائی  
 مقابلہ میں ہم ہمارے ہیں۔  
 یہ تمام گروہ سے قوم عیانی الہی تھا  
 آرزووں اور مردوں کو جس کے ذمہ لگا کر  
 غفلت ہو گئے۔ یہ صوفی یہ درویش یہ فہم  
 پرست سجادہ نشین اگر ماہ راست پر ہوئے  
 اور صراط مستقیم کی پابندی ان میں ہوتی  
 اور سچا تقویٰ اور سچی طہارت اور سچی  
 ان میں پایا عیانی اور واقعی صاحب کرامت  
 و فرق عادت ہوتے اور حضرت الہی کی  
 خورشید سے معطر ہوتے کیوں آج فروعی  
 اسلام جیسے پاک و شستہ و صافی و معطر  
 ہوئے و منور مذہب پر پادھائی لائے اور کبھی  
 عیانیوں کے کاموں ملنا ان کے یہاں  
 انکی ہر حال میں اور شراب کر قروں سے  
 عیانیوں پر ہوں جینوں و جہنم کا عطر  
 کس کا موقع ملتا۔ ان کا یہ یہ خیال کہ کہتے  
 کہ ایسا عیانی جیسے عورت اپنے عین کو  
 کرتی ہے کس قدر دور از عقل اور وفات  
 ہے۔ عیانی الہی ایک نعمت عطا کرے  
 یہ اس نعمت کی سچائی کہ یہاں تپ ہی تھا  
 اس ہندوئی کے کہ وہ عیانی وہ عیانیات  
 اکیہ وہیں کے لی گئیں یہے ناہنوں سے  
 لے لیا ہی بہتر ہے۔  
 یہ بات سچ ہے کہ ہندوؤں نے جو امام  
 رکھائے تھے انہیں اور طریق و معجزات سے  
 کیا اور خدا تعالیٰ کو بیکار اور معطل چھوڑ  
 بندہ کو ان کی یہ طاقت۔ یہ کرامتیں دکھاؤ  
 انبیاء و اعدا و ہمارے گدی کے مالک کہہ کر  
 انکی طرح نرسوں و کرامات اور کرامتوں سے  
 کو ظاہر کرتے خدا کی ہستی کا نشان آتے تو  
 کیوں اسلام پر آج چاروں طرف سے غلام  
 تیر و تیر کے دار پڑتے۔ عیانیوں کی کمال تھی  
 کہ وہ علی الاعلان کہتے کہ رسول اللہ صلی  
 علیہ وسلم سے غفور باہر کوئی سمجھتا تھا  
 نہیں۔ انھوں نے اپنے آپ کو کیا کیا  
 بلکہ اسلام کو دھیان کے وجود سے لایا  
 اور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے اولی و گستاخی  
 کرائی۔ یا فی آئینہ انشا و انشا



# خط

بسم الله الرحمن الرحيم  
الحمد لله الذي جعل في خلقه حكمة

صاحب قدیم سید محمد علی صاحب - سید دعائے  
فیض و سلام مسطورہ و مبلغ رہے کہ جیلا کا  
مذہب حق سے پڑھا - معلوم ہو کہ آپ نے  
سیری ایک مدت وراثت کی صحبت اور نیز ایک لبر  
عصہ کی اراست سے کہہ قانہ اٹھایا -  
مذہب سید اپنے قادیان میں اپنا کیا نقصان  
کیا اور کیا خسارہ اٹھایا - کیا خسارہ اٹھا  
کوئی میرا مذہب جاننا رہا یا اٹھنا تک کان میں  
فرق آگیا کوئی اور حضور کر گیا - یا معاذ اللہ  
یہودین اسلام سے اور تہاد اختیار کیا یا اپنا  
دوبلا اور خدا کے برگزیدوں اور مہجوروں  
سے روگردان مہر گشتہ ہو گیا وہ کون سی  
ایسی بات ہے جو میرے لیے باعث نقصان ہے  
جو برباد ہوئی ہوئی ایک ذمہ داری ہوئی ایک  
ذمہ داری ہوئی - بنیاد خدا ہے تہتیک اور  
بغیر سو ہے نہ آلاں کہ است کہہ یا ابھی نہیں  
راں نہ وہی تار وہی ذکوة وہی روزہ وہی  
نیک وہی مہربان لا الہ الا اللہ محمد  
رسول اللہ وہی اور وہی - وای  
وہی حکام وہی طرز عبادت وہی طریقی اتھا  
ہے جو دین اسلام میں ہے - ناں اگر نہیں  
ہے تو ایک فلفلہ حیات سچ ابن مریم علیہ السلام  
نہیں ہے - وہ کیوں نہیں ؟ اسے نہیں  
کہ اس شکر کیم اور کلمہ عقلم حیات سچ ابن  
مریم سے اسلام کو سوں دوسرے قرآن کریم  
اس سے شکوہ رسول اچھا شکر صحابہ اس  
سے شکر تابعین اور حج تابعین اس سے شکر  
آئمہ و اکابر و اولیاء اس سے شکر پیر بڑی ات  
و کیسے آواز وادارہ اس سے شکر پیر بڑی ات  
اس میں تعلق ہے یا نقصان اگر قرآن میں  
کی حیات کا ذکر ہوگا یا احادیث و آثار میں  
یا کلام و سلام و دعا و دعا و کلام اور  
ایں ولایت کے تذکرہ میں یا ذکر پیا حیات تو  
قرآن میں سورہ طہن اور صدر تشریح ہو سکتا  
تھا -

سید صاحب اس طرح اور ہرگز و  
چند ایک روایات مفید نہیں نہیں مفید  
ناقص کا سدھ اور لغو و بے پردہ ہے و  
اور یا ذہم معندہ و غیر صحیح کی بنا ہے - تم  
یا کوئی اور جیسے ماسٹر کر سکتا ہے ہرگز نہیں  
کیا میرے والد جیسے کہ اور جیسے پو شیہ رکھ  
گئے ؟ یا لکن نہیں ؟ یا میرے کسی آباؤی سلسلہ  
کی کسی تصنیف میں دکھا سکتے ہو کہ اصل کے سچ

کی حیات کے بارے میں ایک لفظ بھی لکھا ہو ؟  
قلنا نہیں - خدا کے لیے سوچ ! اور فوت  
خدا کو دل میں جگہ دو - ہم کیا میرے حضور  
میں پھر نہ لے جے کتابت اور تم سے چنگھ  
کھلے اسی و اسطاعت رسالہ کھلا ہے جس  
میں آیات سے احادیث سے اور صحابہ کے  
اجماع سے انجمن و مجمع کے اقوال سے اور  
نیز حضرت امام عظمی ابو حنیفہ سے لے کر فقہ  
بدر منہل اور فقہا جلیلہ بطین سلسلہ وار امام  
بنام شیعہ اپنے والد ماجد حضرت شاہ حبیب  
الرحمن رضی اللہ عنہم تک کتب سیرت سے  
تا بت کیا ہے کہ سب بزرگ اپنے سید و سرگرم  
وفات سچ کے قائل تھے اور حضرت علیہ السلام  
قلب جمال الدین احمد انصاری جو حضرت امام  
عظمی سے کیا سہری پشت میں ہیں اور میرے  
اٹھارہ سہری پشت میں ہیں اور آپ کے سہری  
میں انکی خاندان سے سبکی ولایت کے لیے آپ  
سچ سچ مہر و زحما کر کے ہیں اور قاضی  
ہر جیسے مکر و ماں کا حاکم ترک نہ ہو انھوں  
نے وفات سچ کو کھو کر تار یا ہے کہ دولت  
ہو گئے اور آئے والا سچ وہ ہے اور وہ  
جو وفات پا گیا اور جو سچ آئے والا ہے وہ  
اسی مذہب ہے اور سہری پشت میں ہیں  
قائم کی ہے کہ جیسے رمضان کا مہینہ ایک چار  
ماہ ہے اور وہ سہری پشت میں ایک چار ماہ  
مگر وہ اس رمضان کا غیر سہری پشت میں جو گزرا  
اور سہری پشت میں ہی - ہیں اس سہری پشت  
دیکھنے سے ثابت ہو جائے گا کہ نقصان تو  
اٹھایا ہے یا اس خاکسار نے - اور یہی ثابت  
ہو جائے گا کہ یہ عاجز کس بھیو نامہ اور  
بکثافت سیر و سرکہ بینہ پر قادیان میں آیا  
ہے اور خدا کے فضل اور رحمت اور انکی  
شان کو پایا ہے اور اس مہر و سرکہ کے قدق  
میں جگہ لی ہے -

انھوں صدر حضرت واضوئی طبع طبع  
کی رسالت اور سچ سچ و وفات و حیات سے  
آپ کے دل میں جگہ رکھی ہے جس سے یہ  
صاف اور سہری ماہ پیر و سہری اور ہر طاق نظر  
ہے - انھیں کھو - کس برتے پر جگہ کہتے  
ہو کہ آپ نے اپنا بڑا نقصان کیا یا سہری  
سچے نقصان کیا یا نہیں ہے ؟ نقصان اپنا کیا  
یہ نقصان کہ حضرت اپنے اہل و عیال کو دین  
سے جانے اندازہ میں ان تشریف سے کہتے  
تو ہم سب ویسے ہی دست بہت حضرت کے طاق  
حاضر ہیں - استغفر اللہ شہر استغفر اللہ  
کیا ہے آپ سہری پشت میں جو حاصل کر سکتے  
ہے سیرتی میں ڈالتے ہو - کیا سہری پشت  
و تار اسچک و سبب اور سہری پشت میں  
میں اور ہر دو بار جماعت و رسالت اور  
سیدوں شیعہ میں میں جیسا چاہتے ہو جن  
دور شیعہ کو ان بزرگوں نے بھی منع دیا  
جن کے مزارات پر یہ کام کئے جاتے ہیں چاہے  
حضرت میں بھی سچ نظام الدین اور سہری پشت

میں کہا ہے - کتاب سیرالادبیا ملاحظہ ہو - کہ  
تخصی آمد و گفت کو ان شاہ و علان مع  
جمعی کوہ و مزار و مزاران ہر خواہ گزرا  
سودا غیر بزرگان مبارک ساند کہ ہر چہ کر وہ  
اندیکو ذکر وہ زمین مار یا منع کر وہ ام کوہ  
سلاح مزایر و مہرات ناشد - الخ -  
اور اخبار الانبار میں یہ کھلے کر و لے  
بعضی از مرے ابن علی نظام الدین اور سہری  
بعضی و شیعہ و از دت زانا سہری پشت  
میں شیعہ شیخ نصیر الدین محمود و سہری پشت  
بر خاست تا بر آید اہل اہل کثیف شیعہ پشت  
نقصت خلاف سنت است گفتند از سہری پشت  
شعی و از مشرب پیر گشتی گفت جنت  
نہی شور و دل از کتاب و حدیث ہی باہر  
بعضی از عمر من راں میں سخن جنت سچ چاہتے  
کو شیخ محمود و سہری پشت شیخ سادق سلسلہ اولیاء  
مرد فرمود راست میگوید من آنست کہ اگر کوہ  
و سہری پشت و یامی نالید کہ در مجلس شیخ نظام  
الدین عزامیر خودی و تصفیق ذکر و  
سہری صاحب اسچک خود اہل طریقت ایک ایک  
سچ فرماویں میگو اس سہری پشت کو چاہتے ہو  
اور کھری - و سہری پشت میں ہے کہ یہ  
اس سہری پشت میں کہ کسی بار شاہ نے اپنے سہری  
میں ڈال دیا تا وہ کہ کھری و سہری پشت میں  
اپنا شاہ نے اس طاعت اور ہم کا حال و رفاقت  
کیا تو اس نے کیا کلمہ سہری پشت کھانا نہیں تھا  
بار شاہ نے کہا کہ سہری پشت چاہو وہ نظام کیا جاوے  
اس سہری پشت میں کہ یہ چاہتی ہو کہ کہا تا سہری  
مکان میں سہری پشت میں اہل کثیف کھانوں  
اور سہری پشت میں کوئی نہ ہو میں اور شاہ نے سہری  
ہی کیا تو سہری پشت میں در و دینے مکان کے چنگ  
دو کہہ دین کو قادیان میں یکدہ اور سہری پشت  
طاق پر حاتی اور دین الکتی اور دو دو چار چار  
طریقہ کھاتی - تب اسکا وہ سچ و سہری پشت  
نے حال معلوم کر کے اسکو اپنے گل سے دفع کیا  
سید صاحب ! کہجے آپ ایسا ہی دیکھ کر فرقی  
ہو نا چلتے ہیں لغو یا دین و لک -

دیکھو ہمارے صاحبہ حضرت قلب جمال الدین  
نے جب فرما دین کھنکسے بیت کی تو قادیان  
و بیات و خطابت کو ترک کر دیا تھا اور سہری  
صحبت کو سہری پشت میں - سہری پشت میں  
کوئی دینا میں ہے ! ہر کسے ہے ؟ ہرگز نہیں  
اخبار الانبار و سہری پشت میں کھلے کر شیخ حال  
احمد انصاری صاحب اسباب و امام عظمی کو  
کر بیست از عالم خاک شیخ فرید الدین گھنک  
سنت جامع کالات فامر و احسن و سہری  
تخصی از ماسی کھنکسے سہری پشت میں  
کو حال ماچکوہ است عر و مکر و مکر و سہری  
کہ جنت پیر مذکور است سوا شیخ و صاحب و  
خطابت کی ترک وادہ است و گزرا دینا  
سنت میکش شیخ فرید الدین خورشال کھنک و سہری  
الحمد و سہری پشت میں - علی نہ القیاس سیاسی  
سے جی کھنکسے کیا کھنکسے کھنکسے کھنکسے

صحت کے لیے - جی آدنی کھنکسے کھنکسے کھنکسے  
سیری و صاحبہ کھنکسے کھنکسے کھنکسے  
کسب پیروں کا پیر اور سہری پشت میں وہ سہری پشت  
اصداقی اور خدا کا فرشتہ اور سہری پشت میں  
سہری پشت میں کھنکسے کھنکسے کھنکسے  
لاکھوں کروڑوں راسخ علماء و صوفی اولیاء  
جان سے گفتگو کر دیا یہ کہتے ہیں اسے اس حق  
میں رخصت ہو گئے -

وہ بھی دن پر کا کھنکسے کھنکسے کھنکسے  
میں پکا دین کھنکسے کھنکسے کھنکسے  
تو کہہ دینا کھنکسے کھنکسے کھنکسے  
وہ تمام بزرگ اگر اس وقت زندہ ہوتے تو سہری پشت  
کر لاکھوں کے بن چکر آتے اور اس و سہری پشت  
کے قادیان کی خاک پاک کو سر جہانے اور  
فرشتہ آہی کی صحبت سے شرف حاصل کر کے  
ایک بار کھنکسے کھنکسے کھنکسے کھنکسے

ہو نہ لاکھن کا عالم تر ہے و کھنکسے کھنکسے کھنکسے  
دین و دین و کھنکسے کھنکسے کھنکسے  
سہری و سہری و سہری و سہری و سہری و سہری  
اور بات انکی سہری و سہری و سہری و سہری  
کہ اس سلسلہ عالیہ احمد یہ میں کھنکسے کھنکسے  
کھنکسے کھنکسے کھنکسے کھنکسے کھنکسے  
بہرورد و سہری و سہری و سہری و سہری  
الطفرہ و سہری و سہری و سہری و سہری  
سہری و سہری و سہری و سہری و سہری و سہری  
سلسلہ عالیہ احمد یہ میں کھنکسے کھنکسے  
مختصرین کے کھنکسے کھنکسے کھنکسے کھنکسے  
کہا ہے انھیں علماء و سہری و سہری و سہری  
مدتہ و نشان دین کا جس سے معلوم ہو جائے  
گا کہ کھنکسے کھنکسے کھنکسے کھنکسے کھنکسے  
عالم و فاضل اس سلسلہ پاک میں داخل ہر چہ  
ہیں اور داخل ہو چکے ہاتھ ہیں

یکو و سہری و سہری و سہری و سہری و سہری  
کوئی جگہ کوئی و سہری و سہری و سہری و سہری  
سہری و سہری و سہری و سہری و سہری و سہری  
کہ کھنکسے کھنکسے کھنکسے کھنکسے کھنکسے  
جان کے جانے کھنکسے کھنکسے کھنکسے کھنکسے  
تو کہہ دینا کھنکسے کھنکسے کھنکسے کھنکسے  
و سہری و سہری و سہری و سہری و سہری و سہری  
آہی و سہری و سہری و سہری و سہری و سہری  
کہ کھنکسے کھنکسے کھنکسے کھنکسے کھنکسے  
شق صادق انھیں نورال سہری و سہری و سہری  
و سہری و سہری و سہری و سہری و سہری و سہری  
کہ کھنکسے کھنکسے کھنکسے کھنکسے کھنکسے  
عزیز سہری و سہری و سہری و سہری و سہری و سہری  
تجلی کے خود کا تقارہ کرو نہ معلوم ہر کھنکسے  
سہری میں آپ بتا دیں کہ کھنکسے کھنکسے کھنکسے  
خاکسار الحق بخانی غفر  
کیم غفری غفر



میں مغزی کیس ہے۔ مگر پھر انہی سوال ہوتا ہے کہ عجب غلطی کے اس قدر مدد سے کہ وہ دماغ کا موقد دے چلا جاتا ہے اور جو کچھ ہم کہتے ہیں وہی وہی ہے تو عجب آتا ہے اگر مغزیوں کے ساتھ خدا کے یہ سلوک ہیں اس طرح سے ان کی تائید اور نصرت کی جاتی ہے جیسے کہ ہماری۔ تو پھر کل انہی کو بھی مغزی مغزی قرار دینا پڑے گا۔ وہی علامات اور برکتیں جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں آپ کی صداقت کے نشان اور دلیل تھے وہی آپ بھی موجود ہیں۔ بسے خدا تعالیٰ منتخب کرے اگر وہ اسکی تعریف نہ کرے تو کیا کفر ایک ہے اس سے خدا پر حجت آتا ہے کہ اس کا انتخاب گندہ اختیار ہے۔

اگر دنیا کے مجازی حکام علی کو بھی دیکھو تو وہ بھی حق الوجود کثرتی۔ نفسی۔ ذہنی کثرتی و مظهر کے مہر وں کے لیے انہیں کو انتخاب کر کے ہیں جو کہ ان کی نظر میں لائق ہوتے ہیں اگر وہ حکام اعلیٰ کی نظر میں نالائق اور ذلیل کی بجائے آدمی کے ناقابل ہوں تو انتخاب نہیں کیے جاتے۔ ہیں اس طرح امورین و غیرہ خدا تعالیٰ کی نظروں میں نالائق اور گئے اور اشیاء ہوں تو پھر لوگوں کو مڑ کی بنائے کی خدمت ان کے کیسے لی جاوے۔

یہ ایک مختصر ہے کہ ان کا جھڑپا منہ ہوتا ہے وہ صرف میری ذات پر نہیں ہوتا بلکہ عام ہوتا ہے کہ آدمی کے کہیں خدا ہی اس وقت تک گنہگار ہے جب اس میں شائل ہوتے ہیں بھلا وہ اپنے جرموں کے لیے ذرا کھلا دیں جو سابقہ بنیادیں سے کسی پر نہ ہوا ہو۔ اس بات سے کہ ان کے لوازم تمام اس وقت روکھا ہو گئے تھے۔ دل خلاوت ایمان سے خالی ہیں دنیا کی ذہب و زینت کے خالی ہوں پر نصرت کرنا ہے ایک گہرے ہر خفا میں لوگوں سے جو ہے ہیں۔ اس وقت بڑی ضرورت ہے اہل ایمان اس امر کی ہے کہ وہ فقر جس کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور کتاب اللہ نازل ہوئی مثال ہو ایک مردہ ایمان لوگوں کے پاس ہے۔ اس ایمان کی کوئی نشانی بھی مافقر میں نہیں ہے اور اس کا عرصہ ہے وہاں ان لوگوں ہے پھر کہنے میں کیا ہم غار انہیں کہتے روزہ ہیں۔ کہتے کلمہ ہیں پڑھتے ان کم انھوں کو اسنی نہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تھے تو یہ بھی تو وہاں تھے کہ جسے پھر وہ کیوں مفعول ہوتے۔

ان کی ہدایت پرستی اور شقاوت ہے کہ انہی کو دیکھ کر اسلام کیسے دین کیا ہے کب کہا جاتا ہے کہ ان کی شقی ہے۔ فلاں میں ہے۔ صرف چھلکے اور پوسٹ پر نازاں ہیں اور مغز کو باغ سے کھو دیا ہے جو کہ وہ ان میں سے ہے۔ خدا جانتا ہے کہ وہ کون

وہاں پہنچ کرے کہ ان لوگوں میں سے تو ہے اور سوخت ہو تو یہ اعتراف کر کے عذری مانا ہوں۔ ایک یہ اعتراف سواد اعظم کیا ہے کرتے ہیں کہ سواد اعظم حیات مسیح کا

قائل ہے اگر سواد اعظم کے یہ معنی ہیں کہ ایک گروہ کثیر ایک طرف ہو تو اسکی بات بھی جتنی ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی وقت یہود و نصاریٰ قوم کا بھی سواد اعظم تھا وہ اہل کتاب ہی تھے۔ بڑے بڑے عالم فاضل عالم ان میں موجود تھے ان کے مبارک تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں انکی شہادت معجزانہ یعنی چاہے اصل سواد اعظم وہ لوگ ہیں جو حقیقی طور پر اللہ کو مانا ہیں اور علی وجہ البصیرت مدد غائی پر انکی ایمان ہے اور ان کی شہادت مستبر ہوتی ہے بھلا سو پھر دیکھو کہ جس راہ میں پھو۔ ساپ اور در در سے وعیزہ ہوں۔ کیا دس ہزار آدمی اس کی نسبت کہیں کہ یہ راہ اختیار کر دو تو کوئی اسکی بات نہ لے گا۔ اور جو ان کے پیچھے چلیں گے وہ سب سوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہا کہ میں علی وجہ البصیرت جانتا ہوں اگرچہ آپ ایک فرد واحد کے ہیں آپ کے مقابل ہزار ہا مسکین کی بات قابل اعتبار نہ تھی جو آپ کی مخالفت کرتے تھے اب اس وقت ایک سواد اعظم نہیں ہے بلکہ کئی سواد اعظم ہیں۔ ایونیوں۔ بھنگیوں۔ پرسیوں۔ شریاہوں وغیرہ کا بھی ایک سواد اعظم ہے۔ مخلوق پرستوں کا بھی ایک سواد اعظم ہے تو کیا ان لوگوں کے اقوال کو شکر پر ایمان ہے۔ خدا تعالیٰ قرآن شریف میں زمانہ ہے خلیل من جمادی الشکو کہ ان کو اور کچھ بار بندے ہدیتہ کم ہوتے ہیں جو کہ حقیقی طور پر قرآن پڑھنے والے ہیں تو خدا تعالیٰ نے ان کو اپنی محبت اور تقویٰ عطا کی ہے

وہ خواہ قلیل ہوں مگر اصل میں وہی سواد اعظم ہے

اسی ہے اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو اُمّیہ کہا ہے حالانکہ وہ ایک فرد واحد ہے مگر سواد اعظم کے حکم میں ہے۔ یہ کہیں نہیں ہو سکتا کہ جو کہ شہادتوں مضمونوں اور حیلہ بازیوں میں رہتے ہیں ان کا حق ایک بالشت میں آسمان پر چلنے کے اور وہ ان ٹیکہ بندوں کے برابر ہوں کئی عظمت خدا کی نظر میں ہے۔ عبد اللطیف کی ہی ایک نظم دیکھو کہ بار بار مرقہ دیکھا ہے بجاوے بجاوے کہی کہا کہ میں نے من کو پالنا اس کے کہے جان کیا ہے سو پھر دیکھو کیا جو شک کے واسطے دین و دہانتہ کوئی ہیں جیسی عزیز ہے دیکھتے

ایک بڑھپسی ان لوگوں کی ہے کہ انھیں حاصل نہیں کرتے اور دور دور رہتے ہیں ان کے اسلام کی مثال ایک تصور کی مثال ہے کہ اس میں نہ بڑی۔ گوشہ نشین نہ پوسٹ نہ خون نہ روح اور پھر اسے انسان کہا جاتا ہے۔ اپنی کثرت سے نہ ذکر کرتے ہیں۔ کتاب اللہ کی عزت نہیں کرتے حالانکہ اس کثرت پر آنحضرت نے لعنت کی ہے۔ آپ نے لوگوں کو ذکر کیا ہے ایک اپنا اور ایک بیج موعود کا اور درمیانی زمانہ کو جس میں انکی تعداد کروڑوں تک پہنچی اور کثرت ہوئی فیجور اچھوڑ کہا ہے۔ پھر اس میں کثرت بھی نہیں ہے خود ان میں چھوٹ چکی ہوئی ہے ہر ایک کا ایک ایک گھر ہے ایک دوسرے کی تحقیر کرتا ہے جب یہ حال ہے تو خدا کی طرف سے کوئی فیصلہ کرے والا نہ آئے گا۔ خود انہیں میں سے ہیں جو آؤ چلے گئے ہیں کسبج اسی اُمت میں سے ہوں صدیقوں میں اصلاً مکہ منکھ موجود ہے سورہ موز میں منکھ ہے

۳۱ جنوری ۱۹۰۲ء

ان من قریۃ الاخن مہلکو ہا قبل یوم القیامۃ او معد بواہا عذابا شدیدا یہ اسی زمانہ کے لیے ہے کیونکہ اس میں طاقت اور غلبہ مختلف ہیں وہاں میں ہے۔ کہیں طرفان ہے کہیں دلوں سے کہیں آگ کے گھنے سے اگرچہ اس سے بیشتر بھی یہ سب باتیں دنیا میں ہوتی ہیں ہیں مگر ان کی کثرت عارف عادت کے طور پر ہو رہی ہے جسکی وجہ سے ایک نشان ہے اس بات میں طاعون کا تاثر ہے صرف طاقت کا ذکر ہے خواہ کسی قسم کی ہو۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت اور پوری توجہ سے لوگوں نے دنیا اور اس کے ناجائز وسائل کو مقدم رکھا ہوا ہے اور عظمت ان کی دلوں سے اُٹھایا ہے اب صرف وہ لوگوں کا نام نہیں ہے کہ اسکا علاج کریں عذاب ان کی ضرورت ہے۔

یا برشاہدین صاحب بلا عن من کیا کہ حضرت عذاب سے بھی لوگ عبرت نہیں پرتے کہتے ہیں کہ جہنم جہنم میں دوزخ ہوا ہی کرتی ہے فرمایا قرآن شریف میں طرفان دوزخ کا ذکر ہے۔ بھی کا ذکر ہے اور سب سعادات دنیا میں بھٹتے ہوئے رہتے ہیں کیا ان کے نزدیک یہ عذاب انکی حقیر حکم ذکر خدا تعالیٰ ہے کیا ہے

اور ان سب کا بھٹتہ دنیا میں وجود رہتا ہے مگر عجب کثرت ہو اور ہر ایک صورت سے قائم ہوا ایک دنیا میں تھکد پڑ جائے تب یہ نشان ہیں وہی بھی اس طرح ہدیت سے ہے ہدیت لوگوں کو پھر خواب گئے ہیں تو پھر انکی خصوصیت کا یہی خصوصیت ہدیت کثرت اور درجہ کمال سے ہوتی ہے۔ اب اس وقت جو طاقت مختلف طور سے ہوتی ہے اسکی فطرت دیکھا دیں۔

گھڑ شہد دلوں میں غالباً احسان علیخان صاحب برادر خاں محمد علیخان صاحب مالیر کوٹکے سے شریف لائے تھے انھوں نے حضرت ابراہیم سے نیاز بھی حاصل کی تھی وہ آپ نے ایک طبع تقریر بھی اس وقت فرمائی تھی جس سے ان کے اکثر شبہات و شکوک کا قلع و قمع ہوا تھا پھر کا ذکر ہوتا رہا۔ کسی کی طرف سے یہ اعتراف بھی چلے ہوا کہ ان کے ایک صاحب نے یہ کہا ہے کہ ابھی مہدی وسیع کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ لوگ غافل ہیں پڑھتے ہیں۔

اس پر آپ نے فرمایا کہ عام طور پر دلوں میں ہدیت گھر کر گئی ہے لاکھوں مسلمان دنیا میں گئے ہیں تعلیمی ذلت پرست رہا ہے اگر اب بھی ضرورت نہیں تو کیا یہ چاہتے ہیں کہ اسلام کا نام و نشان بڑھے اسکی تو وہی مثال ہے کہ ایک امت موجود ہو اس میں ہر کام و مشاغل نہ ہو اس صورت میں کے آنحضرت کانکر وغیرہ اعضاء دیکھ کر کہا جلتے کہ کثرت نہیں ہے مگر نہیں ہے تمام چاروں دیکھ کر دیکھ کر جب شے کا دور یہ پوچھیں گی تو حوذا پتہ گجائے کہ اس کا نام و نشان ہیں صرف پرست ہی پرست ہے ابھی کہتے ہیں کہ ضرورت نہیں۔ اہل تشیعہ کو جو محبت حضرت امام حسین سے ہے وہ آپ کے اور آپ کے واقعہ شہادت کو شکر مبطل ہے ان کے جگر پارہ پارہ ہوتے ہیں اس میں سے کثرت اور انھیں کو دور کر کے اپنی ان لوگوں کے حق میں جو علی خدوس سے انکا صاحب سے محبت رکھتے ہیں اور انکی شان میں ہر ایک قسم کے علو کو میسر قرار دیتے ہیں انکا کہ اس سے ہم شے نہیں کرتے کو کوئی کسی بزرگ کی محبت یا جدائی میں؟ سنو اس سے جوئے فرمایا

کہ ہدایت کے تین طریق ہیں۔ بعض لوگ لوکلٹ طیبات شکر ہدایت پاتے ہیں۔ بعض تنہد کے مخلوق ہوتے ہیں۔ بعض کو آسمانی نشان اور تائید نظر آ جاتی ہے کہ وہ شہادہ کے بود مانند میرہ اب اس وقت جو خدا دکھلا رہا ہے وہ چشمہ ہے اس سے دوسرے نکل رہا ہے۔

یکم فروری ۱۹۰۲ء  
انام محبت کی تئیں



فرمایا کہ فری خواہ کہتے ہی قوی ہوں اور کس قدر ہی ادا کیں میں کیوں ہو مگر تاہم فرمایا کہ میں نے نہیں ہے نہیں معاف کر سکتا وقت میں تھا کہ اس لیے میرا ارادہ ہے کہ اگرچہ اپنے فضل کا ایک حصہ فرمایا کہ تیری دل کے ہم سے ہوا اگر دیا ہے مگر تاہم ایک ہزار و ستر ہی حصہ باقی ہے کہ ہوا انسان کے کا ہوا ایک ایک حصہ خدا تعالیٰ کے پیغام کو پہنچا دیا چلتے کیونکہ ہر عام انسان میں ایک بڑا حصہ ایسے لوگوں کو نصیب اور ستر و ستر سے خالی ہوتے ہیں اور بعض لوگوں کے کہنے کہنے سے وہ حق سے محروم رہتے ہیں جو کچھ یہ سوچی کہہ دیتے ہیں اسے اسلئے وہ خدا کا ایک مان لیتے ہیں۔ ہر ہی طرف کی باتوں اور ہمارے دعووں اور دعووں سے بعض نا آشنا ہوتے ہیں اس لیے ادا ہے کہ بڑے بڑے شہروں میں جا کر جہاد بھارتی لوگوں کی اتمام حجت کی جاوے اور انکو بتلایا جاوے کہ جہاد سے اور ہوسے کی طرف سے کیا ہے اور اس کے دلائل کیا ہیں

مردم رحمت علیہ  
یعنی اور تعالیٰ خدا

کے دیکھ کر فرمایا کہ یہ ہونے کی ایک ذرہ فطرت کی نشانی ہے کہ فرقہ میں قائم ہوا ہے یہ ہیں قبول کیا اور اس جہول کی طرف میں ترقی انکسار میں تھی۔ اس سال میں اور بھی ہمارے مخلص ہوتے ہوئے ہیں

شہد  
شہد کے تذکرہ ہے آپ نے فرمایا کہ دوسری تمام شیرینیوں کو تو اہل ایمان نے عفویت پیدا کر دی ہے کہ اسے مگر یہ ان میں سے نہیں ہے اس لیے اسے اور دیکھیں اس میں یہ سب کچھ ہے کہ اسے وہ انکل فرما رہے ہیں کہ اسے سالہا سال ویسے ہی رہے رہتے ہیں۔ فرمایا کہ ایک دفعہ اپنے اثر سے پر بھر گیا تو تعجب ہوا کہ اسکی زوری تو ویسی تھی مگر مصلحتی اور ہمارے مثل بھرتے سخت ہو گئی جیسے بھرتے نہیں تو کتنا وہ بھی ہیں قوی تھی۔

خدا تعالیٰ نے اسے شفاء اللہ اس کو دیا واقعی عجیب اور مفید ہے کہ تو کیا گیا ہے یہی طرف ترقی شریف کی (مائی) ہے شہد کس اور مجاہد کے دے دے لوگ اکثر اسے استفاد کرتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ کچھ لوگوں کو محفوظ رکھتا ہے اس میں ال خراسان کے اور پھر کیا گیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو اس کے اپنے یعنی مدائن کے (مائی) ہیں ان کے قریب کے لیے ہمارے اور رفاقتیں کرتے ہیں ان کے لیے شفاء ہے کہ خدا تعالیٰ نے تو ہیئت خواص کو پسند کرنا ہے عوام سے اسے کیا کام۔

فرمایا کوئی عدد آدمی فوت  
تساع کی ہل  
جو تو صد ہزار ہزار ہے لیکن دنیا ایسی جگہ ہے کہ میں پھر ویسے پیدا ہو جاتے ہیں نیکیوں کے میں ہر دن کے بھی۔ اسی لیے بعض نے دنیا کو دوزخ کا مکان ہے کہ میں سقا سے لوگ اس کے ایک دور میں گزر جاتے ہیں پھر اسی قسم کے لوگ وہی سیرتیں اور دور میں دیکر دوسرے دور میں پیدا ہوتے رہتے ہیں۔

حضرت حکیم الامت نے فرمایا کہ ہر شخص سے ملو کر کھا کر لوگ تساع کے قابل ہوتے ہیں  
۵۔ ۶ فروری سنہ  
فرمایا کہ دوسری قوم کے رب میں کرنا چاہئے اور ان کی ماں میں ماں ملانے پر آخر یہاں تک قربت پہنچی کہ اب ان کی اہم میں ملکیت کے ماننے والوں کو بھی بات پانچہ قرار دیا گیا۔ مہمان کی انتہا ہوا کرتی ہے کہ آقا سچا قوم کا نشان کرنا

پڑنا ہے قرآن شریف میں اسی لیے ہے کہ جسے ملت الیہود و ملت النصارا نے جسے متبع ملتہم دوسرے کو اپنی کرنے کے لیے انسان کو اس کے منصب کو بھی اچھا کہنا پڑتا ہے اسی لیے ماہرے ہوں تو یہ میرا چاہیے فرمایا کہ کچھ بھی یہ الہام ہوا ہے کہ براہین میں دیکھ رہے ہیں اور کچھ ہوں کہ اس وقت ان لوگوں (یعنی مخالفین) میں سے خداوندی ہوگا جو ہم سے راضی ہو اور ہمارے ساتھ اخلاق سے پیش آنا چاہتا ہو ناں اگر شخصی طور پر کسی کی ذات میں خلل ہو تو وہ شاپم ہمارے اخلاق سے پیش آجائے وہ قوی طور پر ہے ہرگز اخلاق سے پیش آنا نہیں چاہئے۔

کسی صاحب نے فرمایا:  
اجتا دینی غلطی  
مخالفین کا یہ اعتراض تھا کہ شافان تذیحان الہام جو اب شہزادہ عبداللطیف شہید کے پیر ہیں کھایا ہے وہ قبل ازین کسی نقیض تیر مرزا احمد بیگ اور اس کے داماد چرساں ہو چکے ہیں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اگر ہم سے اجتا دینی غلطی ہو جائے تو مرگ جائے۔ اجتا دین سے اور تعلیم الہی اور شے۔ اگر ہم نے ایک معنی اپنی رائے اور فکر کے کر دیے تو آخری وقت پر خدا تعالیٰ سے اصل اور حقیقی سے بتا دیے۔ اس الہام میں اضافہ بھی ہے یہ عسی ان عقوبت شینا وھو کہہ لکھ۔ اب دیکھا جائے کہ کیا احمد بیگ جیسے فکر کی زندگی ہمارے محو یا تے ہے جس یا کر دانت ہے۔

اگر ہماری کوئی غلطی ہو تو اس میں تعظیم یہ امر ہے کہ یا ایسی غلطیاں اجتا دین سے ہوتی رہی ہیں کہ نہیں۔ جیسے خواب میں اور کچھ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو انگوٹھا خرشہ دیا تو آپ نے اسے ہٹے کہے کہ اب وہ کسی وقت مسلمان ہو جائے گا لیکن وہ تو مسلمان نہ ہوا آخر عکرمہ سکا جیسا جب مسلمان ہوا تو خواب کے سنے ہوئے ہوئے پر کچھ میں آئے۔

ایک مفسر کی زندگی حباب کے طرح ہوتی ہے لیکن ہمارے سلسلہ میں سما کی خوشی ہے کہ وہ دیکھ رہا ہے کہ کافر نہیں جو مختلف مقاموں پر ہوتی ہیں انکے ہمارے لیکن ہماری صداقت خود بخود لوگوں کے دلوں میں پڑتی جاتی ہے لوگوں نے ستر دوا کیا اور دیکھتے رہے اب وہ اب بھی کونے اور دیکھتے ہیں لیکن پھر بھی ہمارا کچھ گاؤں کے۔ اب ایک نظر سے غور سے دیکھو تو

ہمارا سلسلہ دن بدن ترقی کر رہا ہے اور یہی نشانی ہے اسات کی کہ یہ خدا کی طرف سے ہے اگر نہ ہوتا تو ہمارے مخالفت آج تک کہ کو کامیاب ہو جاتے۔ ہم یہاں چھپ چاہتے ہیں کسی تہذیب اور طاقت سے کام نہیں لیتے کہ اثر انداز ہو نہ دورے لگا رہے ہیں نہ کہ مگر تاہم ایک حرکت شروع ہے۔ روز و گان آتی ہے خا زو داندہی کوئی ایسا دن ہو تو وہ صد ہر روز ملتا تا نہ بیعت کے خطرہ آئے ہیں اور کوئی دن ایسا نہیں پڑھنا کہ انہیں کوئی دکوئی بیعت کے لیے دیکھ رہی نہ کرتا ہو۔

فرمایا کہ اس وقت میں قسم  
تین قسم کے لوگ  
بعض دوسرے میں جملہ ہوتے ہیں اور خدا اور تعصب سے مخالفت ہر آماہ ہیں انکی تعداد تو بہت ہی کم ہے۔

دوسرے وہ جو اس طرف رجوع کرتے ہیں انکی تعداد ترقی ہے تیسرے وہ جو خاموش ہیں اور غریب اور غریب انکی تعداد کثیر ہے وہ طائز کے زہر اور نہیں ہیں خدا ان کے ساتھ ملکر رہے و شتم کرتے ہیں اس لیے وہ ہماری دینا ہر یہ فرقہ جو معاندین فریق معاندین ہیں

چپ رہنے والے ہر  
میں کوئی شے نہیں ہے انھیں کی وجہ سے  
محرک ہوتی ہے وہ شہد ڈال ڈال کر ان لوگوں کو خواب غفلت سے بیدار کرتے ہیں ان لوگوں میں جو کہ آسمانی تائید نہیں ہوتی اس لیے تناقض ہوتا ہے خدا تعالیٰ کہ دانت ہے اور یہ کچھ کہتے ہیں۔ قال کہہ ہے حال کچھ ہے آخر شہر شہر ہا ستر بعض کو سڑک پہنچی ہے کہ دیکھیں تو وہی ہے کیا پھر یہ وہ تحقیق کرتے ہیں تو حق ہمارے ہوتا ہے آخر ان کو ماننا پڑتا ہے۔

معاندین کہہ کیا کیا الزام لگاتے ہیں کہیں کہتے ہیں کہ یہ پیغمبروں کو گایاں دیتے ہیں کہیں کہتے ہیں کہ نادر روزہ وغیرہ ادا نہیں کرتے آخر نقیض یہ تھا کہ ان باتوں نے فائدہ اٹھا کر ہماری طرف رجوع کرتے ہیں اس جماعت معاندین کے ہونے سے ہمارا برسوں کا کام دلوں میں ہو رہا ہے لوگ اسے ہی منتظر ہیں۔ و بہت خود شہادت دے رہے ہیں اور انکی انھیں اس طرف لگی ہوئی ہیں کہ اسے والا آوے۔ جب یہ معاندین ایک مفسر کے رنگ میں ہیں مگر کرتے ہیں تو تحقیق کرتے کرتے خود ہی کو ہاتھ لیتے ہیں۔









کے لیے روکنا ہوتا ہے۔ جو میں تامل  
کی ننگی چاہتے ہیں وہ خدا کے لیے جبر و کرہ  
اور اس کے سوا کسی اور پر جبر و کرہ نہ ہے  
یقیناً اور کہیں کہ خدا کو چھو کر دوسروں پر  
جبر کرانے والے کوئی غیر خدا نہ پائیں گے  
جس کو خالق آسمان کہیں



والله اعلم بالصواب فان الظن والافان  
 ہی ذیل ہوا کہ یہ موت یعنی موت ہوگی پر  
 ہر موت سے پہلے کے لیے انھوں نے بڑی دعا  
 کی کہ وہ جہنم میں نہ جائیں اور جہنم میں نہ  
 دعا کرنے میں کوئی کسر نہیں ہوئی۔ آخر وہ  
 دعا قبول ہو گئی چنانچہ کھانے سے قبل ہی  
 ہم کہتے ہیں کہ جیسے پہلے ہی کی دعا ہو گئی ہوگی  
 بھی یعنی ہمارے لیے۔ مگر ہماری دعا اس سے  
 دعا میں فرق ہے۔ اس کی دعا اپنی موت سے  
 بچنے کے لیے تھی اور ہماری دعا دنیا کو  
 موت سے بچانے کے لیے تھی اور دنیا کو  
 اللہ بصرہ

سب کے لیے یہی اصول ہے کہ جب وہ کام کرے  
 جس کے لیے انکار بھیجا جاتا ہے تو ہم ہر کام کے  
 پر ہر وہ وقت ہوتا ہے۔

ہر کے ابھر کارے ساختہ  
 تو یہ ہے کہ سب آدمی اپنے اپنے کام میں مشغول  
 ہوں گے یہ وہ آئے ہیں واقف نہیں ہوتے  
 بعض کا انشا ہی کام ہوتا ہے کہ وہ اپنے  
 کھانی لینا سہہ سمجھتے ہیں کہ انکار شد کھا  
 ہے اس قدر کہڑا ہنسنے سے وغیرہ اور کسی بات  
 کی ان کو یہ دعا اور فکر ہی نہیں ہوتی ایسے  
 آدمی جب بچنے سے جاتے ہیں تو پھر کبھی دعا  
 ان کا ساختہ ہو جاتا ہے۔  
 لیکن ہر وہ شخص جو دنیا میں مومن  
 ان کے ساتھ رہی کی جاتی ہے اس وقت تک کہ  
 جب تک وہ اس کام اور خدمت کو چھوڑ  
 کر نہیں۔

انسان اگر چاہتا ہے  
 راز میں غور و فکر کر اپنی عمر بھر جائے  
 ہی عمر پاس۔ تو اس کو  
 چاہیے کہ ہر شے کے فائدے میں کیونکہ  
 اپنی عمر کو وقت کرے۔ یہ یاد رکھنے کو  
 سے دھوکا نہیں چلتا۔ جو امر فائدے کو دے  
 دیتا ہے وہ یاد رکھنے کو اسے نفس کو فائدہ  
 ہے وہ اس کی بارش میں ہر کام ہر کام  
 مسلمان کے نزدیک جب تک زندگی بڑھائی گئی  
 اس کے فلوں اور دفا داس کا کوئی  
 کبھی ہر ماہ کی جاتی۔ میں ہر شے کے فائدے  
 سے بھر کوئی نسخہ نہیں ہے کہ انسان غفلت  
 اور وفاداری کے ساتھ اپنے فرائض کو ادا کرے  
 میں ہر وقت ہو جاوے اس قدر خدمت دین میں  
 تک جاوے اور آج کل یہ منہ بہت ہی کارگر  
 ہے کہ نہ کہ زمین کو آج ایسے مختلف فائدے  
 خاموش کی خدمت سے اگر یہ بات نہیں ہے تو  
 ہر عمر کا کوئی کام اور نہیں ہے۔ یہ ہم ہی  
 جاتی ہے۔

ایک صحابی کا ذکر ہے کہ اس کے ایک بھائی  
 اس سے خوف چاہتا تھا کہ اسے دعا کی آیت  
 اس طرح کہ میری کوئی خدمت نہیں ہے۔ اب میں  
 یہ دعا کا تمام درجہ چاہتا تھا جسوں نے  
 اس قدر فریاد کیا اور کہیں دی ہی نہیں۔  
 کہ اسی وقت اس کا خون بند ہو گیا جب تک کہ  
 وہ ہر وہ ہلاک نہ ہوے۔ اور جب وہ ہلاک  
 ہو گئے تو خون جاری ہو گیا اور اس کے انتقال  
 ہو گیا۔ حقیقت میں سب امراض اور فانی کی  
 بات میں ہیں کوئی مرض اس کے حکم کے بغیر  
 دسی نہیں کر سکتا۔ اس لیے ہر وہ شخص کو فائدہ  
 دے گا ہی ہر وہ شخص کہ اس کی اقبال کی راہ  
 مگر اس میں ہے جس راہوں سے اقبال آتا ہے  
 ان کو انسان پرستی کی نظر سے دیکھتا ہے  
 مگر اس کی راہوں کو پسند کرتا ہے جس کا نتیجہ  
 یہ ہوتا ہے کہ وہ آخر مر جاتا ہے۔

## اعلیٰ حضرت امام المذبح عود کے مکتوبات

مولوی ابو سعید محمد حسین بناری کے نام

محرم الحرام ۱۲۸۱  
 یہ خط جو ہم ذیل میں دے رہے  
 کرتے ہیں چنانچہ ہمارا علم ہے کہ یہی شائع  
 نہیں ہوتے۔ مولوی ابو سعید صاحب دہلوی  
 مولانا محمد عارف صاحب دہلوی کے ہاتھ  
 ہیں۔ اور اس کا یہ معاملہ ہے۔ ان خطوط کو  
 پڑھنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ وہ عارف صاحب  
 دہلوی ہے۔ اور ان خطوں میں حضرت محمد کو دیکھتے ہوئے  
 کریم کی وحی پر کس قدر انشراح صدر ہے کہ  
 یقین کامل ہے۔ یہی عارف صاحب دہلوی کی  
 کچھ دیکھتے ہیں۔ دنیا کی خیالی دولت اور عزت تو  
 سرور کا نہیں۔ ہر شخص ان امور کو الٹا  
 میں خواہ کوئی نام نہ نہ ہو یا غرض۔ کہ وہ  
 اس سے کہیں قدم کی بیاں دیتی  
 کا باعث ہونے کے لیے  
 (اللہ اعلم بالصواب)

## بسم اللہ الرحمن الرحیم

از غلام اللہ محمد عارف صاحب دہلوی  
 مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب دہلوی  
 علیہم رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ عنایت نامہ ہو گیا  
 اس کتاب میں اس کے اور بعض بابوں کو  
 کے کہ اس سال خدمت میں میں اس وقت چل رہا  
 ریح الاذن حاضر نہیں ہو سکا کیونکہ مجھ کو  
 درنگوں سے بھرنا تھا۔ یہ اور بات ہے  
 تپ بھی ہے۔ اعتراف میں اجاب دربارہ کتب  
 سوائے اس کے معلوم نہیں کس صورت میں  
 اگر تو وقت طبع کا باب ہے تو ہمارا قصہ  
 قدر حضرت حکیم مطہر سے دینے ہو گیا ہے  
 شاید اس میں بعض کتب ہوگی کہ جو کہ درباری  
 کارروائیاں آج تک ہوتی ہیں ان کا ذکر  
 میں آجائے قبل از طبع کتاب ضروری تھا کہ  
 سات پر کبھی ماضی نہیں ہوا اور اب ہوں  
 کہ کام طبع کتاب میں تو وقت ہو لیکن یہ تمام  
 توقعات قادر و علانی کے اذن انشاء میں  
 ہو کر اسے واقع ہوتی تھی ہر اہل اہمیت کو  
 زہد اور قدر میں ہر شے کے ادا ہو کر  
 اس کا عدم کر دیتے ہیں اور پھر جب وہ  
 سے سوچیں تو اصل خیر بھی ان میں نہیں  
 ہے انسان اپنی فطرت سے مستقیم اور ذوق  
 ہے اور یہی چاہتا ہے کہ وہ ہر کام میں  
 ہی ہو جائے لیکن عادات و انسانی اور فطرت  
 ہے جیسا کہ مذکور قرآن شریف میں ہے

غرض میرے ساتھ معاملہ حضرت عذرا علیہ السلام  
 ایسا ہے کہ میں ہر وہ بدست زندہ ہوں اور اس کی  
 نصرت میری مصلحت پر مقدم آجاتی ہے وہ  
 لوگوں کے ان طعن کی کچھ بھی پروا نہیں کرتا کیونکہ  
 فی دہے کہ انجام کار لوگوں کو خوش کر دے اور  
 میں بات کے لیے میرا سینہ کھول دے اس کے لیے  
 اس کا سینہ بھی کھول دے وہ عارفی کشتی قدیر  
 اور اگر اس عاجز کی کتابوں پر اس قدر  
 اعتراف ہو کہ ان میں بعض جگہ سخت لفظ  
 کے گئے ہیں تو میں مستحق خطرات ان و کبریا  
 نہیں چاہتا بلکہ میں سادہ طور پر بیان کرنا کافی  
 سمجھتا ہوں کہ حکیم مطہر نے میرے اجتہاد کو  
 طوت رجوع دیا اور میرے دل میں یقین کر دیا کہ  
 گو بظاہر ایسی تقریریں موجب اشتغال ہوگی  
 مگر ایک لمحہ میں ان میں یہ ہوگا کہ عارفی کو  
 غائب فرگوں سے ہر آدمی حاصل ہوگی اور  
 گو وہ کیسی ہی بد تہذیبی سے پیش آئے مگر ان کو  
 ان تاویلات کی طرف خواہ روئی کی نیت  
 کہوں نہ ہو جو جو ہو جائے گا وہ اس سے  
 انجام نہایت مفید ہوگا جو میں بات پر میری  
 لئے قائم کی گئی سو اگرچہ ابھی اس کے اخیر  
 وقت نہیں آیا مگر میں دیکھتا ہوں کہ اس کا  
 رد کی نیت سے میری کتاب کو پڑھنے میں اور  
 صدقاً ہندوؤں کے خیالات پر اثر ہو گیا ہے اور  
 اپنے اس عاجز کی تقریر میں وہ سختی نہیں  
 سختی کو ہندوؤں نے ابتلا سے استفاد کیا ہے  
 اب غرض کہ یہ کہ پیڑ پڑھ کر میرے اجتہاد پر  
 بے جاں کہ میرا سینہ کھول دیا تھا اگرچہ اس کی  
 غرض میں نظر میں صحیح ہو یا غیر صحیح مگر وہ  
 جس پر اس اجتہاد قائم کیا گیا اور اب سے جس  
 و رشتہ الفاظ کو استفاد کیا اسی قدر کو فانی  
 سمجھتا ہے اور آئندہ میرے ہی اجتہاد کے ہر  
 حلو اور رفعت سے بیان کی جائے اور یہی  
 نے میرے دلوں کو قائم کر دیا ہے سو میں چاہتا ہوں  
 کہ اس میں ایک حکمت علی اور اس میں ایک  
 حکمت ہے۔

اور جو انہوں نے اپنے خط میں لکھا تھا  
 کہ پیشگوئی فرزند کو رسالہ میں درج کرنا مناسب  
 نہیں ہے ایک ایسی خدمت میں اس سے  
 اس کا جواب نہیں تھا کہ خدا تعالیٰ نے اس عاجز  
 میری لئے کتاب کی رائے سے متفرج نہیں کیا  
 اللہ و انا اللہ را جعون تکویناً  
 اس بار میں اعلان و اشاعت کا حکم ہے  
 جیسا کہ میرے آقا محمد نے مجھے ارشاد فرمایا  
 میں وہی کام کرنے کے لیے مجھے ہوں مجھے  
 سے کچھ کام نہیں کہ دنیوی مصلحت کا  
 ہے اور نہ مجھے دنیا کی عزت و ذلت سے کچھ  
 سروکار ہے اور اس کی کچھ پروا اور نہ اس کا  
 کچھ اندیشہ ہے میں جانتا ہوں کہ میں ہر  
 شے کے لئے میں ہر کام میں ہر شے  
 برحق سے جہاں وہ زمانہ کو کسی ہی خط  
 کا حصہ دیکھ لیکن آج کے حالات اس  
 بہت سا فائدہ اٹھائے گا۔

ملائم سے بھی کام لو  
 اگرچہ فیصلہ دعا و دعا  
 سے ہونے والا ہے مگر  
 اس کے معنی نہیں کہ

ملائم کو چھوڑ دیا جاوے نہیں ملائم کا سلسلہ  
 بھی برابر رکھنا چاہیے اور تمام کور و نا نہیں  
 چاہیے۔ فہم کو خود بخود مٹا دینا ہی  
 الوالا بدی والا بشارت کہہ کر  
 ہر قدر سے کام لیتے ہیں۔ میں چاہیے کہ  
 ہمارے ساتھ اور ہمہ رنگیں میں ہر وہ  
 ہر شے میں ایک بیان نور انسان ہے  
 کام کے سکوکام کے عارف اور ہر وہ باتیں  
 دین کے لیے ہمیں آتی جاوے انھیں میں  
 کے عارف وہ کسی دیکھ کر فائدہ پہنچا لیں۔  
 میری غرض اور شیت بھی یہی  
 میری غرض کہ جب وہ وقت آوے تو  
 اپنے وقت کا ایک حصہ اس کام  
 کے لیے بھی لکھا جاوے۔ اس بات یہ ہے کہ  
 جب قبل تمام اور اطلاع کی سے دعا کرے  
 فرمے ایسے عارف مانت اور سادہ اور  
 کھتے ہیں اور سوچتے ہیں کہ وہ دنیا پر محبت  
 ہو جاتے ہیں۔ اس لیے اس دعا کے وقت  
 ہر وہ خدا تعالیٰ ان کے استقبال کے انتظار  
 میں آوے وہ سب میں کیا جاوے۔

فرمایا کہ کھانسی  
 انیہا کا فرق فساداتی سے  
 اور  
 سچ موعود کے لیے بشارت۔  
 ہوتی ہے جو بصر  
 وقت دم کو  
 کھاتا ہے اور اس کا

معلوم ہوتا ہے کہ طاعت کثرت کیسی حالت ہے  
 چنانچہ اس خدمت کھانسی میں مجھے اور دعا کی  
 فائدہ دہانی کا خیال گذرا۔ اور میں سمجھتا تھا کہ  
 گو یا موت کا وقت قریب ہے۔ اور تو  
 اللہ اعلم بالصواب  
 اذ انجاہ بفضلہ و العزیز و مرات الناس  
 یہ خطوں کی دین افزا جاوے کے لیے  
 سمجھتے ہیں کہ ایسا خیال اور وقت غلط ہے  
 بلکہ اس وقت جب اذ انجاہ بفضلہ و العزیز  
 کا آثار دیکھو۔ اس وقت کوئی شریعتی خط



ہوتا ہے۔ لیکن یاد رکھنا چاہیے کہ غریب کے لیے جو اس کی راہ میں سداوقاف ہوتے ہیں۔

**امور من العزب آ آہ** دیکھئے ابتدائی  
 زمانہ میں اسکی اعانت و نصرت کی عذر و بہت  
 قدر اور عزت ہوتی ہے وہ وقت ایسا ہوا  
 ہے کہ ایک بھی جبر بھی خدا کی راہ میں  
 کرنا بہت قیمت اور قدر رکھتے ہیں مگر ایک  
 زمانہ اس امور کی کامیابیوں کا آجاتا ہے  
 اسوقت سونے کے پیدا نہیں کرنے کے  
 ہیں اس قدر قیمت نہیں ہوگی۔ رسول بہ  
 سلسلہ اسد عالیہ و حکیم کے ابتدائی زمانہ یہاں تک  
 ہر طرف سے محافطت کی اسد میں بلند نہیں ہو  
 مسلمان ہوئے نالو کو وہ افریقہ اور اسی  
 دی جاتی نہیں جبر آج خدا کے بعض فضل سے

اس گورنمنٹ کے زیر سایہ ہمارے  
مخالف ہمارے نہیں پہنچا سکتے

حضرت آپ نے فرمایا کہ ایک مٹی جی کرکے بن کر  
قدیم ہے وہ ایک وقت آنے والا ہے احد  
بیل کے برابر نہ بنا دیے والے کی وہ قدر نہ  
ہوگی۔ حقیقت میں۔ کیسی بھی بات ہے جب  
مسلمانوں کی فتوحات کا سلسلہ بہت وسیع  
ہو گیا مگر عباسیوں کے زمانہ میں مارون رشید  
یا اسوہ رشید اسد حقانی یا اسے ایک مٹی  
جو کہ دیتے تو ان کے لیے شرم اور عار کا باعث  
ہوتا۔ مگر یہ غریب مارون کو جس جیسے کہ بدلے خود  
سلطنت پائی اور تقسیم و کسریٰ کے خزانے  
ان کے پاؤں میں ڈالے گئے وہ ایک مٹی  
جو یہی مٹی جو صحابہ نے دی۔ اس سے بھی مشا  
خیتہ ہی نکلتا ہے کہ اسد حقانی کی راہ میں غریب  
کرنا اور پھر اس کی ابتدائی بعثت کے لیا  
میں غریب کرنا بہت ہی بڑا قدر و قیمت رکھتا  
ہے + = قرعہ القان فی سبیل اللہ کی حد

اتفاق اور بصیرت مذاق  
یوحنا بن شریف  
میں کی طرف بڑی توجہ دلائی گئی ہے وہ  
کیلے ؟ شقی بننا اور صداقوں کا ساتھ  
دینا ہے ؟ حقیقت میں تقویٰ کی اصل  
روح انسان کے اندر پیدا نہیں ہوتی بلکہ  
کے کو صداقوں کی صحبت میں ملے ۔

صداوت کی پاک صحبت اخلاقی اخلاقی ایک  
خاص اثر انسان کی روح پر کرتی ہے اور  
اس کے امراض روحانی کا مداوا اس کی پاک  
توجہ - عقیدت - دعا اور مفر و عطا  
رضاخ جو وہ وقتاً فوقتاً درویش سے  
کرتا ہے - اور وہ نشانات و طواریق جو  
وقتاً بوقتاً اُنکی تائید و نصرت کے  
لیے نازل فرماتا ہے ایمان کو قوی کرتے ہیں  
اور جب ایمان کامل ہونے لگتا ہے تو گناہ  
کی زندگی پر موت آکر ایک نئی زندگی اسے

حضرت جاکیم الامت کا وعظ جلوسہ الاول

کی تقریب پر

عزیز شہادت سے آگے

حضرت یحییٰ علیہ السلام نے  
مومن حضرات کے خوف سے ایک عورت کے  
ساتھ چرکائی کرنے سے پرہیز کیا۔ ورنہ ایک  
جام آدمی بھی جس کی نگاہ بہت ہی چھوٹی اور  
نیست ہو کہہ سکتا ہے کہ اس حلقہ سے وہ  
ان عزت سے جراثیم نکلتے تھے زنا باز  
اور آلودہ حال ہوتے اگرچہ خیال ایک  
دلی مسلح آدمی کا ہو سکتا ہے مومن کسی قسم  
بھی نہیں کر سکتا کسی آدمی اور چکر میں  
کوئی امام آئندگی کی عزت نہ رکھتی ہے  
عزت اور مانت مل سکتی ہے کیونکہ ارشاد  
آپنی اشرم ہے کہ ساری عزتیں اس سے  
پائے ہیں اور پھر معزز ہیں رسول اور پیغمبر  
کے لیے لازمی ہے۔

ہر حال جو کہہ سکی ہو ۔ کہید قدرت کم  
 در صد انسان کا قیامت انسانی سے حسد  
 رکھنے والا کہہ سکتا ہے کہ انکو آرام نہایت  
 مگر حضرت یوسفؑ سے اس عزت سے  
 آرام اور دولت کو اتنا ہی اور خدا  
 کے احکام کی عزت کی ۔ قید قبول کی مگر کم  
 اتنی کو نہ توڑا ۔ بیچہ کیا ہوا مہر ہی یوسفؑ  
 اس مہر ہی اسی شخص کے سامنے اس عزت  
 کے اقرار کے موافق معزز اور باسعادت باز  
 ثابت ہوا ۔ وہ امین نصیر ایگیا اور  
 جس مرتبہ پہنچا تم میرے کوئی دشمن  
 واقع نہیں ۔ یوسف علیہ السلام کا یہ  
 سارا تذکرہ جان کر کے اور یقینی فرما لیتے

وَكَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ

یعنی عادت اللہ اور سنت اللہ کی طرح  
واقعہ چلتی ہے کہ کوئی محسن ہو۔ کبھی ہو  
اسکو اسطرح میں ملتی ہے جیسے یوسف علیہ  
السلام کو ملی۔

انسان محسن ہے پھر خدا کے ساتھ ہے  
اور نیک مراتب اعلیٰ ملتے ہیں خدا کی راہ  
میں مقبول اور یا بہت بڑا کچھ خرچ کرتا ہے  
اور خدا کے لیے اگر کوئی وطن اور مال اور  
دولت یا عزت کو چھوڑتا ہے وہ بی وطن  
نہیں ہوتا اسکو بہترین وطن دیا جاتا ہے  
وہ ہے قوم جسے بار و مردگار نہیں رہتا  
اسکو بہترین قوم بہترین اجاب و دوست  
دے دیے جاتے ہیں جو چھوڑتا ہے اس سے بہتر

میرے پر کوئی اعتراض نہ کرے گا  
ماتمی رہ جائے کہ میری اصلیت نقصا ہو کہ  
مستحقان اللہ علی کلش قدیر۔

فضل خوراد کی نسبت سے کسی نواب میں یہ  
مسنون نہیں چھپایا کہ یہ وہی لڑکا ہے جس کی  
تقریب ۱۰ فروری سنہ ۱۸۷۷ء کے اشتہار  
میں مسنون ہے۔ ان کے درمیان سما ہے  
کہ وہی ہے کیونکہ پیڑ کا تین کو چار کرنے  
والا ہوا۔ حضرت مسیح کی روز میں میں  
پیدا ہوا (۲) سن گیا ہے کہ ان دونوں میں  
مسیح بھی یورپ میں دکھائی دیا جبکہ توفیق  
میں رون ہے

۳۱) اس کے روز پیرائش میں ایسی خبر تھی  
 یہ اب ہات ہوئے  
 انا اس سناہ شاہد اومیشا ونڈیرا  
 کل شئی عکت قدمیہ کسویہ  
 من السہاد فیہ ظلمات ورعد  
 ویرق۔

سویں سے نزدیک اب تک یہ الیامات تو الیام  
ہیں اور دیگر علامات بھی واحد و علم بالسرائر  
والسلام ۱۶ - تمغہ شمس ۱۷

وله ايضا

بسم اسرار من الرحیم سمعہ و نصی  
منزلی مگر ای اخیر مولوی ابو سعید محمد بن  
سلمانہ ثانی۔ بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ  
وہایت نامہ پیر خجائیہ میں آخر میں لکھا ہوا  
کہ یہ آپ کے کسی حرف سے اتفاق نہیں کر سکتا  
اور یہ کہ بظاہر سمجھا جاتا ہے آپ ہی میری طرف  
سے اتفاق نہیں کر سکتے تو پھر میری دانست  
خط و کتابت کی بابت تو خاتمہ کو پھر ہی آپ  
میری طرف سے تو پھر ردائی اور آخری حکم کی  
اور آپ کو اختیار ہے کہ جس راہ پر آپ قائم  
اسکو اپنی طاقت قلمی سے بخوبی ظاہر کریں  
اُس زمانہ اور وقت کے کہ حضرت مغلوب القلوب  
اور مادی مطلق آپ کو آپ کے قول کو میری  
دلا کر میری رائے سے متفق کرے آئینہ کو  
خط آپ کی طرف لکھا نہیں چاہا ادا شد  
اختیار اور مرصعی سے بغیر کسی اور مدد پر پیش  
آئے کے میں کا اب مجھے علم نہیں کہ وہ کیا  
آپ کے اس خط کی نسبت جسکو میں نے غرق  
ساتھ اپنے صندوق میں رکھ لیا ہے اگر  
سمجھا سراغ نہیں یا کسی دوسرے رسالہ میں  
اقوال رسالوں میں کہہ سکوں گا اور وہ بھی  
حالت میں کہ آپ کا یہ خط یا ایسا ہی کوئی  
مضمون آپ کے رسالہ یا کسی اور جہ میں  
شائبہ ہو جائے یا باقی امور مختلف فرق  
میں شیعہ یا ولایتی سونا سبب ہو کہ آپ  
بھی میری طرف خط لکھتے ہیں مسترک  
اور نہ یہ تحریرات ملیر علیہ بنجانات نکالیں  
والسلام علی من اتبع الهدی۔ خاکہ و نظم اور  
دیا کتبہ مستند

بعض احباب نے پیر بھی اعتراض کرتے ہیں کہ اسراف کا معنی ہے جو دود و دو سو تین تین سو روپے یا سواری کا ہر جائزہ اور اسی معنی میں کھج کتاب میں دو تین ڈالیں اور انبار کا انبار قدر کا سر پہنایا اس کے خلاف میں بھی یہی عرض کرتا ہوں کہ اگرچہ اعتراض صحیح ہے مگر یہ ہمارا ہی شخص نہیں ہے اور ہمیں بھی ہمارا قاض اور اکرام صلیف کے لیے حکم ہوا ہے جو تخفیف مصائب کے لیے تین سال کے عرصہ میں شاید چالیس ہزار سے کچھ زیادہ بھان آئے ہوں گے اور جتنا تک طاقت تھی سب کو انیت خدا داد اللہ کی قدرت کی گئی سو بظاہر یہ ثابت ہو گا اسراف معلوم ہوتا ہے لیکن اسہ جل شانہ کے افعال میں مصلح ہیں اور میں اسے کو حکم اودام کا پیر وہوں اور کسی دوسری کینٹا جاہت کی پیر وی نہیں کر سکتا اور وہ اسہ ہر بار میں کچھ دخل دے سکتے ہیں ہر بار پر قرعہ خداوند مخلوق عباد کے بار ڈالے گئے ہیں جانتا ہوں کہ میں اپنی قوت سے ان کو راز ابرو اسے سکھ دینا نہیں ہو سکتا بلکہ انکو قوت مجھے سکھ دینا کہے گی اس فرق اسلاف کام میں کسی دوست کی کچھ پیش نہیں جاسکتا مگر وہ ایک ہے طینتی دوست ہے جو ان کے دود کرتے ہر قادر ہے جو اسلام ہر مقبرہ مشہور

وله ايضا

بسم اللہ الرحمن الرحیم  
نکاح و رضاعت



دعا ہوتی ہے جس میں تقویٰ کے خواص اور  
 ان کے پائے جاتے ہیں۔ لیکن انسان کی ضرورتیں  
 بھی کم نظریاں اور غامضات الہیہ کی وسعت سے  
 بے خبری اس کی ذوقی کمزوری اور بے خبری  
 تقاضے بعض اوقات ایسا کرتے ہیں کہ ہر وقت  
 وہ ماموروں کی صحبت میں نہیں رہ سکتا۔  
 اور وہ فیض اور فضل جو ان کی پاک صحبت  
 میں ملتا ہے وہ اسے ان شرائط اور لوازمات  
 کے ساتھ جو خاص صحبت ہی سے محقق ہیں  
 نہیں پاسکتا اس لیے ایک اور ضرورت پیش  
 آتی وہ ضرورت ہے

**تفقه فی الدین**  
 کی۔ تفقه فی الدین کے لیے  
 پھر یہ حکم صادر ہوا

ساکنان المؤمنین لیفرزوا کافۃ  
 فلو لا نفر من کل فرقة منهم  
 طائفة لیستفقہوا فی الدین و  
 لینذروا قومہم اذا رجعوا الیہم  
 لعلہم یحذروا۔  
 یعنی ہر گز یہ تو ممکن نہیں ہے اور نہ سب  
 ہی سے کہ سب کے سب مسلمان کچھ نہ  
 ہی کل مامورین اس لیے کیوں ہر گز وہ  
 ایک جامعیت اس مقصد اور غرض کے لیے  
 دیکھئے کہ وہ تفقه فی الدین کرے اور جب وہ  
 اپنی قوم کے پاس لوٹ کر واپس آئیں تو  
 اپنی قوم کو ڈرائیں۔ تاکہ وہ قوم پرستی بالوں  
 سے بچے۔

اس آیت سے پہلے آیت میں انفاق کے  
 فضائل بیان ہوئے ہیں اور اسے کہیں آیت  
 میں جو ابھی پہلے پڑھی ہے انفاق کی  
 ایک ضرورت بھی پیش ہوئی ہے اس سے پہلے  
 آیت یہ ہے۔  
 ولا ینفقون نفقة صغيرة ولا  
 کبیرۃ ولا یقطعون وادیا الا  
 کتب لہم لیخبرن بھما اللہ احسن  
 ما کانوا یعملون۔

یعنی اور شہادہ اللہ کی سادہ میں کوئی ہوشیار  
 یا بہت مال خفی کرے اور نہ کوئی سید ان  
 کے کرے بلکہ اگر ان کے واسطے اس خیر و بخر  
 کی جزا ان کا بوجے کی ناکارہ بنائی نہیں جس  
 اچھے کام کا بدلہ دے جو وہ کرتے تھے۔  
 اس آیت پر غور کرتے سے معلوم ہوتا ہے  
 کہ مامورین کے وقت سفر و دل کی ضرورت بھی  
 پیش آتی ہے اور غرض کے لیے کوئی ناکارہ  
 سفر و غرض کے بعض یا کل افراد کو کرنا پڑتا ہے  
 ہیں وہ سفر پر جانے خود اللہ کے نزدیک  
 بہترین جزا کا موجب اور باعث ہوتا ہے۔  
 غرض اس میں انفاق کی فضیلت بیان کر کے  
 اس دوسری آیت میں جو تفقه فی الدین کے  
 لیے ایک جماعت کے غلطے کی ہدایت کرتی ہے  
 انفاق کی ضرورت بیان کی گئی۔  
 باقی آئندہ

اس مقام پر ہم اپنی قوم  
 کو ایک اور ضرورت  
 کی طرف توجہ دلا چاہتے  
 ہیں اگرچہ اسے حضرت  
 مولانا و محترمنا حکیم الامتہ رحمہ فیہم نے بھی  
 اپنی جگہ مناسب الفاظ میں توجہ دلائی ہے  
 لیکن ہم بھی چند سطریں بعد حاشیہ کے لکھا  
 ضروری سمجھتے ہیں۔

ہم نے مشفقانہ کی پہلی ساری میں اللہ  
 کی ربی ضرورتیں اور اس پر احباب کی توجہ کی  
 ضرورت کے حوالہ سے ایک لکھا تھا کہ اگر وہ  
 کیا تھا اور اس میں اس میں اس میں اس میں  
 اخلاق میں جو لکھا ہوا تھا اس کو یہاں  
 کر رہے کرتے ہیں تاکہ اس وقت کا اصل  
 مدعا جو ہم یہاں لکھنا چاہتے ہیں جو ہوا ہو  
 لکھنا کہ پڑھ کر اب قرآن چار سال بعد بھی  
 ضرورت جو شاخ و بینات کے متعلق ہماری  
 رائے میں ہر وقت موجود ہے وہ گویا  
 تعلیم الاسلام کی صورت میں اب بہت کم  
 تفرق و تبدل ہو گیا ہے مدرسہ تعلیم الاسلام  
 اب تعلیم الاسلام کا کل ہی تمام ہے  
 وسیع و باریک خدا کے فضل سے حل ہلے  
 اور جس کے واسطے قوم کی بہت بڑی توجہ  
 کی ضرورت ہے۔ حضور مٹا ان الیم میں کہہ  
 زہر بار اخراجات ہو رہے ہیں اور ان کی بہت  
 سی ضرورتیں تو وسیع عمارت اور  
 آلات سائنس وغیرہ کی باقی ہیں جس کے  
 لیے عیدین کے دو مہینے کافی ہیں  
 ہو سکتے ہیں اس کے واسطے ماہ وار  
 مستقل چندوں کی ضرورت ہے  
 سبکی و بہتیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے  
 اعلان سے بڑھ کر نہیں ہو سکتی۔ ڈاکٹر  
 صاحب کی سبکی کے شکر گذار ہیں کہ قوم کے  
 اپنے فرض کو سمجھا ہے اور ان کا ماحول بنایا  
 ہے لیکن ابھی اس امر کی شکست مشک  
 باقی ہے کہ اس اعلان کے منشاء کے موافق  
 جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ماحول  
 مستقل چندوں کی طرف

**توجہ نہیں ہونی اس لیے باقاعدہ  
 مامور چندوں کا ہونا چاہیے**

غیر تو ایک جملہ محترم حضرات ہماری ہدایت  
 شاخ و بینات کے متعلق قوم کو توجہ دلانے  
 کی ہے اس لیے ہم وہ لکھ رہے ہیں جو ماحول  
 مشفقانہ کی اطاعت میں شاخ و بینات  
 یہاں دیتے ہیں اور یہ ذکر ضروری سمجھتے ہیں  
 کہ دوسری توجہ کے متعلق کھل کھلی  
 ہے مدرسہ کا ایک ایک کتب خانہ بھی ہے  
 وہ لکھ رہے ہیں۔  
 گذشتہ نمبر میں ہم نے مدرسہ تعلیم الاسلام  
 کی ضرورت اور اس کی ضروریات پر ضروری

کی ہے۔ ہر ایک اُسید ہے کہ قوم اس پر چوری ہے  
 کہ ہے کی۔ یہ معلوم کر کے ہر ایک اور بھی خوشی  
 ہوتی ہے کہ ہمارے محسن و مخدوم حضرت مولانا  
 مولوی عبدالحکیم صاحب سائنس کی ساری  
 کی ترکیب پر جناب قزاق محمد علی خان صاحب  
 رئیس مالیر کو لکھتے ہیں پانچ سو روپیہ اور خراج  
 کال الدین صاحب پانچ سو روپیہ ایک سو روپیہ  
 مدرسہ کی امداد کے لیے بھیجا ہے جو اہم اللہ  
 احسن الجمل۔ اُسید ہے مدرسہ صاحب  
 بھی توجہ کرے کہ جو کچھ ابھی مدرسہ تعلیم الاسلام  
 ہی کی بحث ہے اس لیے ہم چاہتے ہیں کہ  
 اس نمبر میں مدرسہ تعلیم الاسلام کے متعلق  
 دینیات کی شاخ و بینات پر بحث کر دے  
 دینیات کی شاخ و بینات کے متعلق ہم نے لکھا ہے کہ کسی گزشتہ  
 نمبر میں یہ اطلاع دی کہ ایک مدرسہ تعلیم الاسلام  
 مدرسہ مدرسہ تعلیم الاسلام کے متعلق  
 جدا شاخ و بینات کی کھولنے کی ضرورت  
 کہ ہے گلاس سے پیشتر کہ وہ شاخ و بینات  
 چاہے ہم چند ضروری امور متعلق نظر  
 اور غرض کی خدمت میں پیش کرنا چاہتے  
 ہیں اور اس پر کرتے ہیں کہ ان میں جو  
 مناسب حصہ ہوگا اس پر ہماری توجہ اور  
 مجلس مشورہ ضرور کرنے کی ضرورت سمجھ کر  
 اس میں شک

**اس شاخ کی ضرورت ہے**

اس شاخ کی ضرورت تھی اور یہ کہ ہر ایک  
 تو تعلیم الاسلام کے نام کا منشاء یہی تھا  
 اور ہے اور ہماری غرض ہے کہ اس کو  
 کہ مدرسہ کے متعلق ایک ایسی برتن کھول  
 چاہے جس میں علوم عربیہ اور قرآن کریم  
 اور احادیث پر جاننے والے اور علمی  
 زبان میں معنائیں لکھنا تقریر کرنا  
 کو سکھانا چاہے اور اگر ممکن ہو تو  
 ساتھ صرف انگریزی زبان میں بھی سکھائی  
 چاہے۔ یہ حال ہم کسی ایسی تقریر میں بھی  
 ضرورت ثابت کرنا نہیں چاہتے کیونکہ یہ  
 ایک مسلم اور ثابت شدہ امر ہے کہ دارالافتاء  
 کے امور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پاک و بھر  
 احیاء دین کے لیے چاہے ساری کوشش ہی  
 ایک بات میں غرض ہوتی ہے کہ مسلمان  
 مسلمان ہیں اور اسلام اور قرآن کا بول بالا  
 ہو کر ہو جس امر پر غور کرنا باقی ہے۔ وہ  
 ضرورت ہے کہ اس شاخ کا انتظام کس طرح  
 اور کیونکر ہو اور کیسے اس کو چلایا جائے

**دینیات کی  
 شاخ کا نام ہو**

اس شاخیں کیا تعلیم ہو  
 شاخ کا نام ہو  
 بتا رہا ہے  
 کہ اس میں دینی علوم پڑھانے چاہیے کہ  
 ہم اپنے خیال میں اس شاخ کا جو منشاء  
 ہوئے ہیں اس کو وہ لکھ کر بیان کر دیا جائے  
 ہیں اس غرض اس شاخ کے اجراء سے یہ ہے

کہ ہم بالعموم اس پر غور کرتے ہیں کہ  
 کی ایک پاکیزہ باطن جماعت پیدا ہو جو  
 کریم کے مخالف اور معارف کو دانت سے  
 بیان کرے کہ اس نے اس سے کر کے دیکھا ہو  
 اور موجودہ دانشوروں کی اصلاح کرے جس  
 ضروری ہے کہ اس کے لیے ایک ایسی تعلیم  
 چاہیے چاہے جو قرآن و حدیث کی معجزی کیلئے  
 کے موافق نہ ہو۔ بلکہ صرف و نحو کی ضروری  
 تعلیم میں سے انسان غلط بیانی اور غلط  
 تفسیر سے بچ سکے اور قواعد ضروریہ کا  
 سکھ سکے۔ البتہ علم ادب خوب پڑھایا جائے  
 کہ نہ جس قدر علمی علم ادب کی پابندی ہو  
 انسان بے لے مامورے گا اسی قدر ان  
 کریم کی عظمت و لہر قائم ہوگی سطرین قرآن  
 کریم۔ احادیث عام ادب جس میں تاریخ  
 لغت اور ضروری علوم متعلق ادب شامل  
 ہیں۔ اور ہر علمی زبان میں تقریر کرنا  
 سکھنا۔ اور سائنس کے لیے کہ وہ فزکس اور  
 تعلیم الاسلام سے طیار ہوں نہ سائنس  
 نہ ہوں اور مسجدوں کے غز و لہر گزارہ کرے  
 عادی نہ ہو سکیں ضروری ہو کہ اگر علم طب  
 پڑھایا جائے۔ تاکہ وہ العلم علما  
 صلہ الامان و علم الا دیان  
 کے موافق تعلیم پائیں۔ اس ہم یہ بتانا چاہتے  
 ہیں کہ اس میں کون کون سے داخل ہوں

**خلف دینیات کے  
 طالب علم کون ہوں**

اگر اچھے جوان بچوں کا  
 کتب بنایا جائے  
 تو اس سے وہ غرض کر  
 نہ ہوگی جو ہماری مجلس  
 منتظر کی اصل غرض ہوتی چاہے اس پر غور  
 ہے کہ اس شاخ میں داخل ہونے والے طالب  
 کے لیے ایک آسان سا امتحان داخلہ مقرر  
 کیا جائے اور سرپرست ایک خاص تعداد  
 طالب علموں کی رکھی جائے۔ جو اس غرض  
 کے لیے آنا چاہیں اس کے متعلق اور ضروری  
 امور دوسرے وقت پر پیش ہو سکتے ہیں  
 اب ایک تیسرا امر باقی ہے کہ اسکے چلنے کا  
 انتظام کیا ہو یعنی اخراجات کہاں سے آئیں  
 اس کے متعلق ہم ایک عمدہ تجویز پیش کرتے  
 ہیں جو ہماری قوم کے متعلق ہے

**دینیات کی شاخ کے  
 اخراجات کیونکر ادا ہوں**

یہی سب ہم  
 اور ضروری ملکہ  
 ہے جس پر ہماری  
 قوم کو توجہ کرنی  
 ضروری ہے + چونکہ ہر ایک مسلمان بحیثیت  
 مسلمان ہوئے کے اس امر پر تکلف نہ کرے  
 امر بالمعروف اور نہی عن المنکر  
 کے۔ مگر اس حکم کی وسیع ضرورت چونکہ  
 قریباً ممکن نہیں۔ اس لیے خود خدا تعالیٰ نے  
 ایک ایسی ضرورت بتلائی ہے کہ جس سے  
 ہر ایک مسلمان اس حکم پر ہرے طور پر عمل  
 ہو سکے اور نہ ہی جواب دے سکے جو ایک  
 حقیقی و اعلائے سکنا ہے وہ کیا ہے



